بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ہفت روزہ
بدر قادیان
جلد ۱۸ — شمارہ ۳۰

The Weekly Badr Qadian

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد انور

Regd. No. D. 69

شرح چندہ
سالانہ ۸ روپے
ششماہی ۴ روپے
ممالک غیر ۱۵ روپے
فی پرچہ ۲۰ نئے پیسے

۸ر جمادی الاول سنہ ۱۳۸۹ھ — ۲۴ر وفا سنہ ۱۳۴۸ ہش — ۲۴ر جولائی سنہ ۱۹۶۹ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۲ر وفا (جولائی)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز چند روز کے لئے مری سے ربوہ تشریف لائے تھے چنانچہ ۱۴ر وفا کو صبح چھ بجے بذریعہ موٹر کار ربوہ سے مری تشریف لے گئے۔ اس روز سارا دن سفر کی وجہ سے حضور کا سر ہلکا سا رہا۔ اگلے روز طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہوگئی۔ ۱۶ر وفا کی رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔

● محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب یوگوسلاویہ اور ترکی کے دورہ سے بخیریت واپس ربوہ تشریف لے آئے ہیں — ربوہ ۱۲ر جولائی۔ محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے پوتا عطا فرمایا۔ آج اس کا عقیقہ کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو عمر دراز عطا فرمائے آمین۔

قادیان ۲۲ر جولائی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب بتاریخ ۱۷ر وفا کانپور سے بخیریت واپس تشریف لے آئے۔ آپ کے جملہ اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ۔

جماعت احمدیہ کی طرف سے

مغربی ممالک میں اشاعت و تبلیغ اسلام کی کامیاب مساعی

از مکرم و محترم حافظ قدرت اللہ صاحب سابق مبلغ ہالینڈ

(قسط نمبر ۲)

ڈاکٹر بیروز کے بیان پر ابھی کوئی بہت لمبا عرصہ نہیں گزرا جبکہ اس نے کہا تھا کہ مسیح کی آسمانی بادشاہت پورے کرۂ ارض پر محیط ہے۔ دنیا کے بڑے سے بڑے حکمران عیسائیت کے زیر نگین ہیں۔ اور اُسے خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ اور یہ عروج اس درجہ زندہ حقیقت بن چکا ہے کہ ازمنۂ قدیم کی بڑی سے بڑی سلطنت اس کے آگے ہیچ اور بے حقیقت ہے۔ اور پھر اسی حکمرانی کے نشے میں لکھتا ہے کہ صلیب کی چمکار سمندر کی وسعتوں اور پہاڑ کی چوٹیوں پر جلوہ فگن ہے اور وہ وقت قریب ہے جب اس کی چمک صحرائے عرب کے سکوت کو چیرتی ہوئی مکہ اور کعبہ کے حرم میں داخل ہوگی — پھر لکھتا ہے کہ وہ تمام ترقی جو اَب نظر آ رہی ہے وہ اُن فتوحات کی ایک خفیف سی جھلک ہے جو عیسائیت کو بیسویں صدی میں ملنے والی ہے۔

(ملخص از بیروز لیکچرز صفحہ ۱۹)

مگر اب خدائی ہاتھ کا کرشمہ دیکھیئے کہ امریکہ کے اس مشہور منّاد ڈاکٹر جان ہنری بیروز کا یہ خوشنما خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکا اور یہ سب کچھ مسیح کی آمدِ ثانی کی بدولت اور ہاں! اُن فرشتوں کی بدولت ہوا جو اس زمانہ کے موعود کے ساتھ آسمان سے نازل ہوئے۔ یہ فرشتے حضور اقدس کے الفاظ کے مطابق ایسے پاک فرشتے ہیں جو ہر ایک مستعد دل میں داخل ہو رہے ہیں۔ اور اپنا کام مستعدی سے انجام دے رہے ہیں۔ چنانچہ انہی الٰہی تحریکات کا نتیجہ ہے کہ عیسائیت ہر مقام پر پسپا ہو رہی ہے اور بڑے بڑے پادری علی الاعلان عیسائیت کی شکست کا اظہار کر رہے ہیں۔

مشرقی افریقہ کے لاٹ پادری ریورینڈ لیونارڈ بیچر کہتے ہیں کہ:—

"اگرچہ چرچ کو نئے ممبر اب بھی مل رہے ہیں تاہم دنیا کی آبادی میں اُن کا تناسب برابر گر رہا ہے اور چرچ کو یہ حقیقت تسلیم کرنے کے سوا چارہ نہیں کہ عیسائیت بڑی تیزی کے ساتھ تنزل کی طرف جا رہی ہے۔"

(ٹانگانیکا سٹینڈرڈ ۲۳ر دسمبر ۱۹۶۱ء)

صلیبی عقائد سے بے رخی اور اسلام کی طرف توجہ

امریکہ کے ایک مشہور پروفیسر ایڈون لوئیس لکھتے ہیں کہ:—

"بیسویں صدی کے لوگ مسیح کو خدا ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں، بلکہ کہتے ہیں مسیح اپنی تمام اعلیٰ صفات کے باوجود حقیقتاً صرف ایک انسان تھا۔ اس کا خدا ہونا۔ مر کر جی اُٹھنا اور جسدِ عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا۔ سب خوشنما نہیاں ہیں اور روایتی نظریات ہیں۔ حقیقت سے انہیں دُور کا بھی واسطہ نہیں۔"

(A manual of Christian Belief)

پھر انگلستان کے ڈاکٹر جان رابنسن بشپ آف وُول وچ (Wool wich) نے سنہ ۱۹۶۳ء میں Honest to God کتاب لکھ کر عیسائی دنیا میں جو تہلکہ مچایا وہ کسی سے مخفی نہیں۔

اسی طرح ایک اور کتاب "Has the Church failed" جو انگلستان کے چودہ نامور پادریوں کی طرف سے شائع ہوئی ہے اس میں کھلے طور پر یہ اعتراف کیا گیا ہے کہ حقیقی عیسائیت اب زوال پذیر ہے لکھا ہے:—

"یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیئے کہ یورپ اور امریکہ کے مردوں اور عورتوں کا ایک بڑا حصہ اب عیسائی نہیں رہا۔ اور شاید یہ کہنا بھی صحیح ہوگا کہ اُن کی اکثریت اب ایسی ہی ہے۔"

(کتاب مذکورہ بالا مصنفہ Sir Games Marchent)

ان حالات کا جب ہم تفصیل کے ساتھ جائزہ لیتے ہیں تو لطف کی بات یہ نظر آتی ہے کہ جب میدان عیسائیت سے خالی ہو رہا ہے تو الٰہی تقدیر کے مطابق اسلام اس کی جگہ لے رہا ہے۔ اور ہاں! وہی اسلام! جس کے متعلق کہا گیا تھا کہ:—

"اسلام ایک مشرقی مذہب ہے یہ مغرب کی فضا میں سانس لے ہی نہیں سکتا۔ اور نہ ہی ہمارے مغربی ذہن اور مزاج کو یہ کبھی راس آ سکتا ہے۔"

(بیروز لیکچرز صفحہ ۲۱)

مگر — آج — وہی اسلام جو احمدیہ جماعت کے ذریعہ یورپ میں متعارف ہو رہا ہے اور جس کا اقرار پروفیسر ٹائن بی اور کئی دوسرے مذہبی راہنماؤں نے کیا ہے عیسائیوں کے دلوں میں گھر کر رہا ہے۔ سوئٹزرلینڈ کے عیسائی مشنوں کی مشترکہ کونسل کے ایک پندرہ روزہ ترجمان WONDERER 1961 نے نہایت کھلے رنگ میں یہ اعتراف کیا ہے کہ:—

"احمدیہ تحریک کی ترقی — بے پناہ امنگوں اور اپنی حیران کن کامیابیوں کے ساتھ ہم عیسائیوں کے لئے بالعموم اور ہماری نئی نسل کے نوجوانوں کے لئے بالخصوص — ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔"

اس سے بڑھ کر حیرت انگیز اعتراف فورمین کرسچین کالج لاہور کے پرنسپل ڈاکٹر LUCAS کا ہے۔ جو عرصہ گزرا ایک دفعہ قادیان آئے اور سب کچھ خود اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کیا اور پھر کولمبو میں ایک لیکچر کے دوران کہا:—

"آپ لوگ شاید یہ سمجھتے ہوں گے کہ عیسائیت کی جنگ بڑے بڑے شہروں یا بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں لڑی جائیگی لیکن میں آپ لوگوں کو بتاتا ہوں کہ میں اس وقت ایک ایسے گاؤں سے ہو کر آیا ہوں جس میں ریل بھی نہیں جاتی جس میں تار بھی نہیں ہے۔ نہایت ہی ادنیٰ حیثیت میں ہے۔ زیادہ سے زیادہ اُسے ایک معمولی قصبہ کہا جا سکتا ہے۔ مگر میں وہاں عیسائیت کے مقابلہ میں

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۱ پر)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے رانا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان!
مورخہ ۲۴ رِ وفا سنہ ۱۳۴۸ ہش

حالات کی نزاکت اور مسلمانوں کی بے عملی

شدید قسم کے پے در پے نقصان اٹھانے اور نازک حالات سے دوچار ہونے کے باوجود ملک میں عام مسلمانوں کی بے عملی اور اپنے ہی سُود وزیاں سے بے اعتنائی کی جو کیفیت ہے روزنامہ الجمعیۃ دہلی کے ان اقتباسات سے ظاہر ہے جسے ہم اِسی پرچہ میں دُوسری جگہ نقل کر رہے ہیں

معاصر کے بیان کے مطابق اب مسلمانوں کی بے حسی کا یہ حال ہے کہ نقصان پر نقصان اٹھانے کے باوجود تلافی کے لئے حرکت میں نہیں آتے، کسی ناصح کی بات پر کان نہیں دھرتے، غلط قسم کی امیدوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہیں اور اپنی بے عملی کے لئے اُس خدا کے نام کا سہارا لے رہے ہیں جس نے اپنی پاک کلام میں صاف لفظوں میں فرمادیا تھا کہ

وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی وَ اَنَّ سَعْیَہٗ سَوْفَ یُرٰی (النجم آیت ۴۰-۴۱)

انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جو وہ کوشش کر کے حاصل کرتا ہے۔ بیشک اس کی ہر کوشش کا نتیجہ ضرور نکلتا ہے ـــــ نیز فرمایا:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدٍ (بلد) ہم نے انسان کو رہینِ محنت بنایا ہے۔

ہمیں مسلمانوں کی اس بے حسی اور بے عملی کی حالت کو دیکھ کر رونا آتا ہے۔ افسوس مسلمان تو وہ قوم تھی جس کی نسبت اس کے مقدس ہادیؐ نے فرمایا کہ:

تری المومنین فی تراحمھم و توادّھم و تعاطفھم کمثل الجسد اذا اشتکٰی عضوٌ تداعی لہ سائر الجسد بالسّھر والحُمّٰی (بخاری و مسلم)

تُو مومنوں کو اُن کی باہمی شفقت، محبت اور ہمدردی میں ایک جسم کی طرح دیکھے گا۔ (یعنی اُن کو ایک جسم کی طرح ہونا چاہیئے) جب اس کا ایک عضو دکھ میں ہوتا ہے تو باقی سارا جسم بھی اس کے باعث بے خوابی اور بخار کی وجہ سے بیقرار ہو جاتا ہے۔

افسوس آج مسلمان اپنے بھائی کا نقصان دیکھ کر بھی اصلاحِ احوال کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اس کے بھائی کا گھر اس کی آنکھوں کے سامنے جلا، اُس کی جان و مال کو نقصان پہنچا، مگر اس کی بے حسی کا یہ عالم ہے کہ اس کے کان پر جُوں تک نہ رینگی۔ ایسی حالت میں کیوں نہ یہ سمجھا جائے کہ یہ تو صرف نام کے مسلمان ہیں۔ کام کے مسلمان ہوتے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ان کے دل ویسے ہی تڑپ اٹھتے جس طرح جسمِ انسانی کے کسی عضو کے بیمار ہونے سے دُوسرے اعضاء کا حال ہو جاتا ہے۔

اگرچہ الجمعیۃ کے فاضل مُدیر نے اس بھائی کی رائے کو کچھ وقعت نہیں دی جس نے برملا کہا کہ "جب کوئی مجدد آئیگا تو سب کام درست ہوں گے۔ خواہ کتنی ہی کوشش کر لو مسلمانوں کو اُن کے گناہوں کی سزا ضرور مِل کر رہے گی" ـــــ ہمارے نزدیک اُس بھائی نے کوئی غضب تو نہیں کیا، البتہ بات ضرور غضب کی کہہ دی ہے۔ اِس لئے کہ اگر ذرا غور اور تدبّر سے کام لیا جائے تو مسلم عوام کی غلطی کا سِرا بس اسی جگہ ہے۔ ہمیں اصلاحِ ملّت کے لئے حضرات علماء کی کاوشوں کا احساس ہے۔ اور ہم اُن مساعی کی قدر کرتے ہیں۔ لیکن جہاں تک مسئلہ کے اصل حل کا تعلق ہے بات، اُنہی صاحب ہی کی درست اور بجا ہے۔

مسلمانوں کی ایسی بے حسی اور بے عملی کی حالت میں اُن کے اندر حقیقی احساس اور عمل کی قوت پھُونک دینا کسی دنیوی لیڈر کا کام نہیں۔ یہ تو کسی آسمانی وجود کی قوّتِ قدسی ہی ایسا کرشمہ دکھا سکتی ہے اور دکھایا ہے۔

ذرا سوچئے تو سہی، ایک طرف سبھی مسلمان دینِ اسلام کو خدا کا پسندیدہ دین اور اُمّتِ مسلمہ کو خیرِ اُمّت سمجھتے اور اس پر یقین رکھتے ہیں۔ پھر اس کی موجودہ ابتر حالت کی اصلاح کے لئے جب کوئی شخص ہماری توجہ کسی آسمانی وجود کی طرف مبذول کراتا ہے تو اس سے غضب کیا ہو گیا ہے؟ بیشک غضب تو اُس نے کیا جو اِس کے برعکس خیال رکھتا اور سمجھتا ہے کہ اس باخدا دین کو خدائی تصرف کے بغیر ہی قابلِ رحم حالت سے نکال لیا جائے گا؟ ایسی صورت میں اسلام کا امتیازی نشان توحید پرستی کیا ہوا؟ جب حکمتِ الٰہی کی جگہ حکمتِ علماء نے اُمّتِ مسلمہ کی کشتی کو خطرناک بھنور سے نکال لیا اور آفت زدہ حالت میں وہی اس کے کھیوَیا ٹھہرے، پھر اس دین کو خدا کی طرف نسبت کیوں نہ دی جائے؟ بایں ہمہ علماء کی نسبت تمام توقعات محض قیاسی ہیں۔ عمل کے میدان میں تو یہاں معاملہ ہی صاف ہے۔ حضرات علماء اپنی پُرخلوص کاوشوں کے باوجود آج تک اُمّت کی کشتی کو اس گرداب سے نکال نہ سکے۔ آئندہ کے لئے بھی اُن سے کیونکر توقع کی جاسکتی ہے۔ آزادیٔ وطن کے ۲۲ سال تو ہمارے سامنے ہی ہیں۔ اِن علماء حضرات سے تو یہ بھی نہ ہو پایا کہ ہندوستانی مسلمانوں کو کسی ایک ہاتھ پر جمع کر کے محض دینی بنیاد پر اُن کو اصلاحِ احوال کی طرف متوجہ کرتے ملکی قوانین سے جس قدر بھی فائدہ اٹھا سکتے تھے باہمی ہمدردی کے جذبہ سے مقدور بھر کوشش کرتے۔ بدلے ہوئے حالات کا کھُلی آنکھوں سے جائزہ لیتے۔ ہر بات میں حکومت کی طرف دیکھنے کی بجائے خُود بھی حرکت کرتے۔ ملّی مفاد کی خاطر کچھ تعمیری کاموں کے لئے قدم بڑھاتے۔

ہم اخبار الجمعیۃ کے صفحوں پر بیسیوں بار ان ہی مسلمانوں کی بے حسی کا اور برحق رونا پڑھ چکے ہیں، بلکہ معاصر کی وہ نگارشات ہمیں اچھی طرح یاد ہیں جب کھاتے پیتے مسلمانوں کو اُس نے بہت سے ملّی کاموں کے لئے جھنجھوڑا۔ اُن کے سامنے معین تجاویز اور عملی کام رکھے۔ مگر غور کا مقام تو یہی ہے کہ آخر علماء کی یہ سب اپیلیں کیوں بہرے کانوں سُنی گئیں۔ اُن کی سب تجاویز کیوں صدا بصحرا بن کر رہ جاتی رہیں؟ جن لوگوں کو یہ حضرات سنانا چاہتے ہیں اُن پر اُن کی باتوں کا اثر کیوں نہیں ہوتا، کیا وجہ ہے کہ علماء کی باتیں بے اثر ہو کر رہ گئیں؟

ہم اپنی بات کا اعادہ کرتے ہوئے پھر کہیں گے کہ عامۃ المسلمین سے لے کر علماء المسلمین تک کی غلطی کا سِرا بس اسی جگہ ہے۔ سبھی افرادِ ملّت خواہ چھوٹے ہیں یا بڑے، عوام ہیں یا خواص، سب کے سب جس خطرناک مرض میں مبتلا ہیں وہ رُوحانی مرض ہے جس کا علاج رُوحانی طبیب ہی کر سکتے ہیں۔ یہ صحیح اور بالکل صحیح ہے کہ مجدّدِ وقت ہی اس کا معالج ہے۔ اُس کا بتایا ہُوا نسخہ مسلمانوں کے دِلوں میں احساسِ زیاں پیدا کر سکتا ہے اور اُن کے اندر ایسا انقلاب لا سکتا ہے کہ یہ بے عمل قوم ایسی باعمل بن جائے جس سے صدرِ اسلام کی تاریخ کا اعادہ ہو جائے ـــــ!!

حیرت کا مقام ہے کہ مجدّد نام کی جس رُوحانی شخصیت کی نسبت یہ امیدیں وابستہ رکھی جارہی ہیں کہ "اُس کے ذریعہ سب کام ٹھیک ہو جائیں گے"، امتِ مسلمہ کے لئے یہ پُر رحمت وجُود صحیح وقت پر ظاہر ہُوا۔ مقدس بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم نے صاف فرمایا ہے کہ مجدّدِ وقت صدی کے سر پہ آیا کرے گا۔ جس سے مراد یا تو کسی صدی کا اختتام ہے یا اس کا آغاز۔ عام طور پر مسلمان تیرہویں صدی تک تو مجدّدوں کا شمار کرتے ہیں لیکن حیرت کا مقام ہے کہ چودھویں صدی میں جس نے اس طرح کا دعوٰی کیا اس کی صداقت میں شک کرتے ہیں۔ دُوسری طرف اب تک اس صدی میں سے ۸۹ سال بھی گذر گئے، کیا یہ صدی مجدد کے بغیر ہی گذر جائے گی؟ حالانکہ بہ نسبت پچھلی صدیوں کے مُجدّد کی ضرورت تو زیادہ اس صدی میں تھی ـــــ!!

ماسوا اس کے مجدّد کی نسبت رائے رکھنے والے بھائی کی بات کا ایک دُوسرا پہلو بھی خاص طور پر قابلِ غور ہے۔ اُن کی بات معاصر نے ان الفاظ میں نقل کی کہ

"خواہ کتنی ہی کوشش کر لو مسلمانوں کو ان کے گناہوں کی سزا ضرور مِل کر رہے گی۔"

دُوسرے گناہوں کی زیادہ تفصیل جانے دیجئے۔ مسلمانوں کا یہ گناہ کیا کچھ کم ہے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے اصلاحِ اُمّت کے لئے "مُجدّد" آیا اور مسلمانوں نے اس کے دعوے کو قابلِ اعتناء نہ جانا ؎

اللہ کے پیاروں کو تم کیسے بُرا سمجھے ۔۔۔ خاک ایسا سمجھ پر ہے سمجھے بھی تو کیا سمجھے
لعنت کو پکڑ بیٹھے انعام سمجھ کر تم! ۔۔۔ حق نے جو رِدا بھیجا تم اس کو رَدی سمجھے

ہمارے نزدیک اُن صاحب کی رائے بالکل صحیح اور درست ہے۔ اس وقت مسلمانوں کو قدرتِ حق کی طرف سے جھنجھوڑا جارہا ہے اور خدا تعالےٰ نے قرآنِ پاک میں صاف بیان فرمایا ہے کہ

وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل)

جب تک خدا تعالےٰ کا فرستادہ کسی قوم کو وقت پر متنبہ نہ کرے اس وقت تک عذابِ الٰہی نازل نہیں ہوتا۔ کیا معلوم کہ خدا کے برحق مامُور اور مرسل کی عدم شناخت اور اس کی تکذیب ہی کا یہ اثر ہو، جس کا احساس کبھی کبھی بعض زیرک نفوس کو ہو جاتا ہے۔ کاش اس کی اہمیت کو دُوسرے بھی سمجھ لینے کی کوشش کریں اور ان ابتلاؤں سے بچ جائیں۔

بہرحال جس صورت میں کہ چودھویں صدی کے مجدّد بلکہ بعض دُوسری روایات اور قرآنی ارشادات کے مطابق مسیح موعُود و مہدی معہُود کی بعثت عمل میں آچکی اب اگر مسلمان اس کی آواز کو درخورِ اعتناء نہیں جانتے اور اس کے رُوحانی جھنڈے تلے جمع ہو کر اپنے دین کو محفوظ نہیں کر لیتے تو پھر وہ نہ آفاتِ زمانہ سے محفوظ رہ سکتے ہیں اور نہ ہی مثبت رنگ میں اسلام کی کوئی قابلِ قدر خدمت کر پائیں گے ـــ!!

(باقی دیکھیں صلا پر)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اس کی سچی اور حقیقی عبادت کرے

حقیقی عبادت کا آٹھواں تقاضا یہ ہے کہ انسان محض رضائے الٰہی کی خاطر دنیوی تدابیر اختیار کرے

نواں تقاضا یہ ہے کہ محاسبہ کے ذریعہ اصلاح کرنے کی کوشش کی جائے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ ۲۵ شہادت ۱۳۴۸ ہش مطابق ۲۵ اپریل ۱۹۶۹ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے یہ آیات تلاوت فرمائیں

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ (الذّٰریٰت آیت ۵۷)

وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ (البیّنۃ آیت ۶)

پھر فرمایا:۔

میں نے پچھلے

دو خطبات

میں بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس غرض کے لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اس کی سچی اور حقیقی عبادت کرے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے پہلے انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سے بھی اور کامل و مکمل شریعت لانے والے خاتم النبیین محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بھی انسان کو صرف ایک ہی بنیادی حکم دیا اور وہ یہ ہے کہ انسان صرف اسی کی عبادت کرے

اسلام نے قرآن کریم میں ہمیں یہ بتایا ہے کہ عبادت کے یہ معنی نہیں کہ انسان دنیا سے علیحدہ ہو جائے اور بظاہر خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے۔ بلکہ

حقیقی عبادت کے بہت سے تقاضے ہیں

اور یہ ضروری ہے کہ انسان سب تقاضوں کو پورا کرنے والا ہو عبادت الٰہی جو ذمہ داریاں انسان پر عاید کرتی ہے ان ذمہ داریوں کو نبھانے والا ہو۔ جیسا کہ میں نے بتایا تھا یہ مضمون

مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ

کے فقرہ میں بیان ہوا ہے۔ یعنی صرف عبادت کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ یہ کہ کر عبادت کا حکم دیا گیا ہے کہ عبادت کرو اور دین کو اس کے لئے خالص کرو۔ تب عبادت کے تقاضے پورے ہوں گے۔ عبادت کے سات تقاضوں کے متعلق میں پچھلے دو خطبات میں بیان کر چکا ہوں

دین کے آٹھویں معنی

تدبیر کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم میری عبادت کا حق ادا نہیں کر سکوگے اگر تمہاری تمام تدابیر خالصتہً میرے لئے نہ ہوں۔ اس سے ہمیں پہلی بات تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ اسلام نے تدابیر کو نہ صرف جائز قرار دیا ہے بلکہ تدبیر کو عبادت کا ایک حصہ بنا دیا ہے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جانے اور پھر یہ سوچنے یا یہ کہنے کو بُرا سمجھا ہے کہ جو خدا چاہے گا وہ ہو جائے گا۔ جس کا حقیقتاً یہ مطلب ہوتا ہے کہ اگر ہم تدبیر کریں تو پھر ہماری مرضی چلے گی، جو خدا چاہے گا وہ نہیں ہوگا۔ ایک سیکنڈ کے لئے بھی ہم یہ تصوّر اپنے دماغ میں نہیں لا سکتے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

کہ تدبیر ضرور کرو۔ ہوگا وہی جو خدا چاہے گا لیکن تم پر یہ فرض ہے کہ تم جائز تدابیر سے کام لو۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی نعمتوں سے کام نہیں لیتا وہ اللہ تعالیٰ کا ناشکرا اور اس کا کفر کرنے والا ہے۔ اور وہ شرک میں ملوث ہے۔ تو مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ کے اس فقرہ میں دین بمعنی تدبیر یہ مضمون بیان کرتا ہے کہ جائز تدبیر ضرور کرنی ہے

دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے

کہ تم جو بھی تدبیر کرو۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص ہو۔ اسے تم عبادت کا حصہ بناؤ۔ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو اپنے کمال پر پہنچنے کی وجہ سے (اگر مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ پر عمل کیا جائے) ہر دنیوی تدبیر کو عبادت کا رنگ دے دیتا ہے۔

ایک شخص اپنے گھر کے کمروں میں روشندان بناتا ہے۔ وہ یہ نیت بھی کر سکتا ہے کہ ہوا آئے گی روشنی آئے گی۔ دھوپ آئے گی مجھے اور دنیوی فائدہ حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم اس نیت کی بجائے یہ نیت کیا کرو کہ کان میں اذان کی آواز آئے گی۔ وقت پر باجماعت نماز کے لئے پہنچ جاؤں گا۔ تو یہ اس روشندان کی تدبیر اخلاص کے اس پہلو کی وجہ سے عبادت بن جائے گی روشندان اسی طرح دھوپ دے گا کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ گرم اور گندی ہوا اسی طرح باہر نکل جائے گی۔ روشنی بھی اسی طرح آئے گی لیکن یہ تدبیر عبادت بن جائے گی۔ کیونکہ تم نے نیت یہ کی کہ اذان کی آواز سننے کے لئے میں نے ایک راستہ رکھا ہے۔

انسان کے محبت کے تعلقات

طبعی طور پر بعض دوسرے انسانوں سے ہوتے ہیں۔ بیوی سے، بچوں سے، بھائی بہنوں سے، بڑے گہرے دوستوں سے محبت اور اخوت کا تعلق ہوتا ہے یہ تعلق سارے انسان ہی ایک دوسرے سے قائم کرتے ہیں۔ لیکن جو سچا اور حقیقی عبد نہیں، حقیقی مسلمان نہیں۔ وہ ان تعلقات کو محض ایک دنیوی تدبیر سمجھتا ہے۔ بیوی کو خوش کرنے کے لئے وہ بہت سی باتیں کرتا ہے۔ وہ چھوٹی عمر کے بچوں کو خوش کرنے، ان کو بہلانے اور انہیں کھیل کود میں مصروف رکھنے کے لئے بہت سی باتیں کرتا ہے

ایک بادشاہ کا قصہ مشہور ہے

ایک دن وزیر اس کے کمرہ میں آیا اور یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ بادشاہ کا بیٹا اس کی پیٹھ پر سوار ہے۔ اور وہ گھوڑا بنا ہوا ہے (ہمارے ملک میں بھی بچوں میں یہ رواج ہے کہ ایک گھوڑا بن جاتا ہے اور دوسرا سوار) وہ انسان تھا۔ بادشاہ ہوا تو کیا۔ اس کے دل میں بھی جذبات تھے وہ اپنے بچے کو کھیل میں مصروف رکھنا چاہتا تھا

منظوم کلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بے ثباتیٔ دُنیا

اس بے ثبات گھر کی محبّت کو چھوڑ دو
اس یار کے لئے رہِ عشرت کو چھوڑ دو
تلخی کی زندگی کو کرو صدق سے قبول
تا تم پہ ہو ملائکۂ عرش کا نزول
اسلام چیز کیا ہے؟ خدا کے لئے فنا!
ترکِ رضائے خویش پئے مرضیٔ خدا

غرض اپنے بچے کے لئے گھوڑا بننا بھی عبادت ہو سکتی ہے اگر نیت یہ ہو کہ میں اپنی اولاد کے دل میں ان کی چھوٹی عمر میں ہی یہ بات گاڑ دینا چاہتا ہوں کہ میرے اندر کوئی خوبی نہیں۔ میں خدا کا ایک عاجز انسان ہوں۔ کسی برتری کا احساس اس کے اندر نہ ہو۔ اس نیت کے ساتھ وہ اپنے بچوں کے ساتھ کھیل رہا ہو تو وہ عبادت بن جائے گی۔ گھوڑا بننا بھی خدا تعالیٰ کو بڑا پیارا لگے گا۔ لیکن خلوص نیت ہونا چاہیئے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق

بعض احادیث میں آتا ہے

کہ جب آپ کے بچے آپ کے پاس آتے تھے تو آپ کھڑے ہو جاتے تھے اور کھڑے ہو کر ملتے تھے۔ اب ایک ایسا وجود صلعم کہ ساری دنیا اس کے دروازے پر کھڑے رہنے میں فخر محسوس کرے لیکن اس کی بے نفسی خدا کے لئے تھی اور یہ سبق سکھانے کے لئے تھی کہ اگر میں تمہیں کھڑے ہو کر ملتا ہوں تو پھر وہ کونسی ہستی ہے کہ اس کے پاس کوئی ملنے کے لئے آئے اور وہ اس سے کھڑے ہو کر نہ ملے۔ پس عاجزانہ راہوں کی نشان دہی کے لئے جو بزرگ اس قسم کے کام کرتے ہیں وہ محض دنیوی محبت نہیں ہوتی بلکہ خدا کے لئے اپنے دین کو، اپنی تدبیر کو وہ خالص کر رہے ہوتے ہیں

پس اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہم

تمہیں ایک ایسا رستہ بتاتے ہیں

کہ تم جائز دنیوی تدابیر کو دینی رنگ دے سکتے ہو اور میری رضا کو ان کے ذریعہ سے حاصل کر سکتے ہو۔ لیکن جو شخص تدبیر میں خلوص نیت کے تقاضا کو پورا نہیں کرتا وہ خدا کو راضی نہیں کر سکتا۔ ہر کام میں مقصد یہ ہو کہ میں نے اللہ تعالےٰ کو راضی کرنا ہے۔ کام کرنا ہے نکما نہیں بیٹھنا لیکن کام اس نیت سے کرنا ہے کہ میں خدا کو راضی کرنا چاہتا ہوں۔ خدا تعالیٰ نے کہا ہے کہ

مجھے نیچے پھیلا ہوا ہاتھ پسند نہیں

جو ہاتھ اوپر ہے یعنی دینے والا ہاتھ۔ وہ مجھے پسند ہے جو منگتا ہاتھ ہے وہ مجھے پسند نہیں

ایک شخص ایک کلہاڑی اور رسی لیتا ہے۔ اس کے مخلص دوست اسے ہر چیز مفت دینے کو تیار ہیں لیکن وہ کہتا ہے نہیں، مجھے ایک کلہاڑی اور رسی مہیا کر دیں اور وہ بھی مفت نہیں لوں گا بلکہ قرض دے دیں کیونکہ مجھے قرض کی ضرورت ہے میں خود کماؤں گا اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہوں گا۔ اس کا لکڑیاں کاٹنا اور ان کا گٹھا بنا کے بازار میں لے جا کر بیچنا، یہ ایک عام تدبیر نہیں جو محض دنیا کے لئے اور پیٹ کی خاطر کی جاتی ہے۔ بلکہ یہ ایک ایسی تدبیر ہے کہ اس کے بجا لانے میں ہر حرکت اور سکون خدا کو بڑا پیارا ہے۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم میں سے جن لوگوں نے

خدا کی رضا کے لئے

قرض لے کر ایک رسی کا ٹکڑا اور کلہاڑی لی تھی اللہ تعالےٰ نے قیصر و کسریٰ کے خزانے ان کے قدموں میں لا ڈالے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ انہوں نے رزق کمانے میں خدا کے لئے خلوص نیت کا جو مظاہرہ کیا تھا وہ خدا تعالےٰ کو کتنا پیارا لگا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اپنی تدبیر کی اور کہا کہ رزق کی کمائی میں تم نے اپنی تدبیر کو مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْن کی روشنی میں کیا ہے مجھے تمہاری یہ تدبیر پسند آئی ہے۔ قیصر و کسریٰ نے تو جائز اور ناجائز وسائل سے دولت کو جمع کیا تھا لیکن میں جائز طریق پر وہ ساری دولت لا کر تمہارے قدموں پر رکھ دیتا ہوں

پس عبادت کا حق ادا نہیں ہو سکتا جب تک انسان دینوی تدابیر نہ کرے

تدبیر کرنا ضروری ہے

لیکن جب کوئی تدبیر کرے تو دنیا کی خاطر نہ کرے بلکہ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْن کی روشنی میں کرے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کوئی تدبیر کسی دوسرے انسان کے خلاف نہ ہوگی کوئی تدبیر کسی انسان کو بے عزت کرنے کیلئے نہیں ہوگی۔ کوئی تدبیر کسی انسان کے مجروح کرنے کے لئے نہیں ہوگی۔ کہ جو حفاظت اللہ نے اسے دی ہے اس حفاظت کو وہ توڑنے والی ہو۔ میں اس وقت زیادہ تفصیل میں نہیں جا سکتا۔ سینکڑوں باتیں ہیں جن کا قرآن کریم اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور آپؐ کے اسوہ سے ہمیں پتہ لگتا ہے کہ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْن کے گروہ کی کوئی تدبیر ایسی نہیں ہوتی جس کے متعلق ہم کہہ سکیں کہ وہ معاشرے میں فساد پیدا کرنے والی۔ حقوق تلف کرنے والی، جذبات کو ٹھیس پہنچانے والی، اتہام لگانے والی وغیرہ ہو۔ ایسی کوئی تدبیر نہیں ہوگی۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ تدبیر کرو مگر مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْن ہو کر کرو۔ پھر کوئی تدبیر ایسی نہیں ہوگی جس میں

شرک کی ملاوٹ

ہو پھر جس نے اپنی تدبیر خدا کی رضا کے لئے کی وہ اس تدبیر پر بھروسہ نہیں کر سکتا۔ اس کی تدبیر اگر ناکام ہو جائے تو وہ خدا سے کوئی شکوہ نہیں کر سکتا۔ اگر اس کی تدبیر کے نتیجہ میں کسی کو دکھ پہنچ جائے تو اس سے وہ خوش نہیں ہو سکتا۔ بعض دفعہ انسان کا ارادہ کسی کو دکھ پہنچانے کا نہیں ہوتا لیکن ناسمجھی کی وجہ سے یا لاعلمی کی وجہ سے کوئی ایسی تدبیر کرتا ہے جس سے کسی اور کو دکھ پہنچ جاتا ہے۔ ایسے وقت میں یہ خوش نہیں ہوتا بلکہ انتہائی طور پر رنجیدہ ہوتا ہے

دلی جذبات کے ساتھ اس سے معذرت

کرتا اور اس سے معافی مانگتا ہے کہ میں نے تو کبھی ارادہ نہیں کیا تھا کہ آپ کو تکلیف پہنچے۔ اپنی سمجھ کے مطابق ایک جائز تدبیر کی تھی۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ کو نقصان پہنچ گیا۔

ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اگر تدابیر مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْن کی ہدایت کے ماتحت ہوں تو

ہر شخص دوسرے کا خادم بن جاتا ہے

کسی شخص کو دوسرے سے خطرہ نہیں رہتا امن کا ایک ایسا حسین معاشرہ قائم ہو جاتا ہے کہ انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم کے ذریعہ اتنی اعلیٰ اور احسان کرنے والی تعلیم دی ہے کہ صرف میری عبادت کرو۔ عبادت کے حقوق ادا کرو۔ ان میں سے ایک حق یہ ہے کہ تمہاری کوئی تدبیر ایسی نہ ہو جس میں اللہ تعالےٰ کے لئے خلوص نیت نہ ہو۔

دین کے تو یہ معنے حساب یا محاسبہ کے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ

حقیقی عبادت کا قیام

محاسبہ کا تقاضا کرتا ہے مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْن کے مطابق محاسبہ کے طریق کو اختیار کئے بغیر انسان حقیقی عبادت نہیں کر سکتے۔ ایک تو محاسبہ نفس ہے۔ انسان اپنے نفس کا حساب لیتا ہے اور اسے لینا چاہیئے اور محاسبہ کے نتیجہ میں اسے علیٰ وجہ البصیرت علم ہوتا ہے۔ یعنی اس کا علم ظنی نہیں ہوتا بلکہ یقینی ہوتا ہے۔ ہم وزرات

اپنے نفس کا محاسبہ

کرتے ہیں۔ رات کیسے گزاری۔ دن کیسے گزارا۔ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْن میں جن تقاضوں کا ذکر ہے وہ ہم نے پورے کئے ہیں یا نہیں۔ اس طرح آدمی سوچتا ہے تو اس کی غلطیاں سامنے آتی ہیں پھر وہ ان کو دور کرتا ہے کسی کو تکلیف پہنچائی ہوتی ہے تو اس کا تدارک کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اگر تم عبادت کا حق ادا کرنا چاہتے ہو تو خلوص نیت کے ساتھ تمہیں محاسبہ کرنا پڑے گا

پھر قرآن کریم کے دوسرے مقامات اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور آپؐ کے اسوہ سے ہمیں پتہ لگتا ہے کہ اس حساب یا

اس محاسبہ کے کیا کیا تقاضے ہیں

اس کی آگے بڑی لمبی تفصیل آ جاتی ہے ہم نے کہا ہے کہ اس ذمہ داری کے نتیجہ میں یقینی علم حاصل کرنا پڑتا ہے۔ اور یقینی علم حاصل کرنے سے ظن اور محض ڈھکوسلہ باقی نہیں رہتا۔

ہم اس کے لئے جو موٹا استدلال کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ تو علام الغیوب ہے۔ کوئی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں۔ وہ دل کے پوشیدہ خیالات سے بھی واقف ہے۔ انسان خود اپنے

اعمال اور خیالات

کو بھول جاتا ہے لیکن اللہ تعالےٰ ان کو نہیں بھولتا۔ وہ اس کے سامنے ہوتے ہیں انسان اپنے نفس کا، اپنے خیالات کا، اپنے فکر اور تدبر کا بسا اوقات یقینی علم نہیں رکھتا۔ حتیٰ کہ چھوٹے چھوٹے اعمال بھی حافظہ سے نکل جاتے ہیں۔ مثلاً آپ میں سے کسی سے پوچھا جائے کہ آج سے دس دن پہلے دوپہر کے وقت تم نے کیا کھایا تھا تو میرے خیال میں کوئی بھی صحیح جواب نہیں دے سکے گا۔ غرض ہم اپنے عمل بھی یاد نہیں رکھتے۔ ہمارے دل میں جو خیالات آتے ہیں، وساوس پیدا ہوتے ہیں۔ یا ہوائے نفس جو ذلیل خواہشات پیدا کرتا ہے وہ ہمیں بھول جاتے ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ کو تو نہیں بھولتے۔ کیونکہ وہ وہ ہستی ہے جس کا علم کامل ہے جس کے علم نے ہر شے کا احاطہ کیا ہوا ہے اور اس علم کامل کی بنا پر وہ محاسبہ کرتی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان نے محاسبہ کرنا ہو تو جہاں تک اس کے بس میں ہو وہ یقینی علم پر قائم ہو۔ اس کے بغیر محاسبہ ہو ہی نہیں سکتا۔ نہ اپنے نفس کا نہ غیر کا۔ تو

اللہ تعالےٰ نے انسانی ذہن کو ایسا بنایا ہے

کہ وہ جو چیز یاد رکھنا چاہے اور اس کی طرف توجہ کرے کہ میں یہ چیز نہیں بھولوں گا

وہ چیز نہیں بھولتا۔ باقی چیزیں بھول جاتا ہے۔ خواب میں بھی یہی ہوتا ہے۔ ابھی چند دن ہوئے میں خواب دیکھ رہا تھا۔ ایک بڑی مسجع اور مقفیٰ عبارت چھوٹے چھوٹے فقروں میں ہے جو کسی جماعت کی تعریف میں کہے گئے ہیں اور میں اونچی آواز سے پڑھ کر سنا رہا ہوں۔ اور مجھے بڑا لطف آرہا ہے کیونکہ وہ ساری عبارت بہت عجیب ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ الہٰی تصرف نے لکھوائی ہے۔ جس سے بھی لکھوائی ہے خواب میں یہ خیال نہیں کہ کس نے لکھی ہے جسے میں پڑھ کر سنا رہا ہوں۔ کچھ لوگ میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں جو اس کے مخاطب ہیں اور جس وقت میں اس فقرہ پر پہنچا "تمہارا دامن فخر تہی ہے" تو خواب میں ہی میں نے کہا یہ بڑا لطیف فقرہ ہے میں اسے نہیں بھولوں گا۔ اور جب میری آنکھ کھلی تو میں باقی سارے فقرے بھول گیا تھا لیکن یہ فقرہ نہیں بھولا۔ میں نے اسی وقت اسے لکھ لیا۔ یعنی تمہارے دامن میں فخر و مباہات سے کوئی چیز نہیں ہے۔ فخر و مباہات سے تم بالکل پاک ہو۔

غرض انسان کا ذہن اللہ تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے کہ اگر وہ توجہ کرے اور ارادہ کرے تو وہ چیزیں نہیں بھولتا۔ تو اس مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ میں جو یہ تقاضا کیا گیا ہے کہ تم نے بہت سے محاسبے کرنے ہیں اس میں یہ بھی تقاضا ہے کہ وہ باتیں جن کو محاسبہ کے ساتھ تعلق ہو ان کی طرف تمہیں توجہ دینی پڑے گی اور ارادہ کرنا پڑے گا کہ تم ان کو یاد رکھو۔

ہم گھر میں اپنے بچوں کا محاسبہ کرتے ہیں۔ لیکن

بعض ماں باپ اپنے بچوں کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے

جب انہیں کوئی غیر آکر کہتا ہے کہ میں تمہیں اپنے ذاتی مشاہدہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ تمہارے بچے کو بری صحبت کی وجہ سے گندی گالی دینے کی عادت پڑ گئی ہے۔ اب غیر نے تو سن لیا اس کی اس طرف توجہ ہو گئی۔ لیکن اس کا باپ بڑے آرام سے کہہ دیتا ہے کہ میں نے تو کبھی اس کے منہ سے گالی نہیں سنی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری جو ذمہ داری حساب کی تھی، محاسبہ کی تھی جس کے بغیر قرآنی تعلیم کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی سچی اور حقیقی عبادت نہیں ہو سکتی تم نے اس کے تقاضے کو پورا نہیں کیا۔ اور خود کو تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى پر عمل کرنے کا اہل نہیں بنایا۔

میں بتا رہا تھا کہ اصل تو اللہ تعالیٰ کا محاسبہ ہے۔ کیونکہ ہر چیز کا اس نے احاطہ کیا ہوا ہے۔ اسی کے محاسبہ کے متعلق احادیث میں مختلف الفاظ آئے ہیں۔

حدیث میں ہے

مَنْ حُوْسِبَ عُذِّبَ اور مَنْ نُوْقِشَ فِی الْحِسَابِ عُذِّبَ (مختلف روایتیں ہیں) یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے جس کا حساب لینا شروع کر دیا وہ سمجھ لے کہ اس کو سزا مل گئی۔ ورنہ اللہ تعالیٰ [illegible] کو معاف کر دیتا ہے ان کو کہہ دیتا ہے [illegible] تم سے نہیں پوچھنے۔ اس کے علم [illegible] ایسے شخص کی کمزوریاں چھپی ہوئی نہیں [illegible] اللہ تعالیٰ کو پورا علم ہوتا ہے کہ [illegible] نے یہ گناہ کئے یہ غفلتیں [illegible] کیں۔ جو ذمہ داریاں نباہنی [illegible] نہیں نباہیں۔ لیکن اس کی رحمت [illegible] بندے کے لئے جوش میں آتی ہے وہ کہتا ہے کہ تم نے بعض ایسے کام بھی کئے جن سے میں تم سے خوش ہوا۔ جاؤ کوئی حساب نہیں!

پس اس حدیث کے رو سے قیامت والے دن جس کا اللہ تعالیٰ نے حساب لینا شروع کر دیا وہ ہلاک ہو گیا۔ حساب کی تو اسے ضرورت نہیں۔ اس کا تو علم کامل ہے۔ خدا تعالیٰ دوسروں کو بتانا چاہتا ہے کہ میں اس کو پکڑ رہا ہوں۔ اس کی گرفت کر رہا ہوں

صفت علیم کا ایک مظاہرہ ہے

انسان علام الغیوب تو نہیں بن سکتا سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ خود اسے غیب کا کچھ علم دے دے۔ لیکن انسان اپنی قوت اور استعداد کے مطابق خدا تعالیٰ کی صفت علیم سے متصف ہو سکتا ہے پوری طرح تو کوئی بھی علیم نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا کا دنیا میں کوئی مثیل نہیں ہے اس کی ہستی بے نظیر ہے۔ وہ احد ہے لیکن اس کے باوجود ہمیں یہ بھی حکم ہے کہ "تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ" کہ ایک حد تک تم اپنے اندر اللہ تعالیٰ کی صفات پیدا کر سکتے ہو۔ اور تمہیں پیدا کرنی چاہئیں۔ تو اس کی صفت علیم بھی اپنے اندر ہمیں پیدا کرنی چاہئے۔ ورنہ ہم یہ ذمہ داری ادا نہیں کر سکتے۔ اس کے نباہنے کے پھر آگے طریق ہیں لیکن

انسان کے علم میں ہونا چاہئیے

مثلاً بچے کی اچھی بری عادتیں اس کے علم میں ہونی چاہئیں۔ بعض ماں باپ بچے پر بڑی سختی کرتے ہیں وہ ان سے اپنی عادتیں چھپانے لگ جاتا ہے اور یہ اس کے لئے ہلاکت کا باعث بن جاتا ہے۔ باپ کو تو دراصل بچوں کا گھوڑا ہی بننا چاہئے جس کی ساری ذمہ داری جو اٹھانی ہے۔ جس بچے کے ساتھ باپ اس قسم کا بے تکلف ماحول پیدا کرے گا جس طرح بادشاہ نے پیدا کیا تھا کہ اپنے بچے کو پیٹھ پر بٹھا لیا اور کمرے میں دوڑ رہے ہیں۔ اس صورت میں بچہ کوئی چیز نہیں چھپائے گا [illegible] جب [illegible] تب بھی تو وہ اس کا [illegible] یعنی محاسبہ کر [illegible] اس کو [illegible] اندر [illegible] طرح نمایاں [illegible]

[illegible] اجاگر کرنے کے لئے

[illegible] کوشش کرنی چاہئے

پھر اور ہزار قسم کے محاسبے ہیں۔ محاسبہ حکومت بھی کرتی ہے یہ اس کی ذمہ داری ہے۔ لیکن

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ
مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ
(بخاری کتاب الاحکام باب تاویل
قوله من بعد وصية يوصی
بها۔ الخ)

راعی بننے کے لئے

محاسبہ کرنے کی صفت اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیے

جس کے لئے علیم ہونا بڑا ضروری ہے۔ یہ جو کہتے ہیں کہ

"محتسب را درون خانہ چہ کار"

اس کا مطلب یہی ہے کہ جو درون خانہ نہیں ہے وہ چیز اس کے علم میں آنی چاہئے ورنہ وہ اپنا کام نہیں کر سکتا۔ لیکن جو درون خانہ ہی محتسب ہے جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے وہ ماں باپ ہیں۔ ان کو اپنے گھر کے پورے ماحول کا علم ہونا چاہئے تاکہ کسی گند کا دروازہ ان کے گھر میں نہ کھلے پس عبادت کا یہ تقاضا

ہزار قسم کی ذمہ داریاں

ہم پر ڈالتا ہے کہ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ کی رُو سے حساب اور محاسبہ اللہ تعالیٰ کے لئے خالص ہونا چاہئے۔ اس طرف بھی ہمیں بڑی توجہ کرنی چاہئے

جیسا کہ میں نے بتایا ہے کو تربیت محاسبہ کے بغیر نہیں ہو سکتی مثلاً ہم نے خدام الاحمدیہ کی تنظیم میں دیکھا ہے۔ ہم نوجوانوں کی تربیت کرتے ہیں کہ وہ قرآن پڑھیں۔ ان میں اچھے اخلاق پیدا ہوں۔ بنی نوع انسان کی خدمت کا جذبہ پیدا ہو۔ دیکھو [illegible] بیس تیس چالیس یا پچاس نوجوانوں کا محاسبہ کرتا ہے۔ ایک دوسرا خادم ہے وہ اس کی طرف توجہ نہیں کرتا اس کو پتہ نہیں کہ میں نے ان نوجوانوں سے کام کیسے لینا ہے۔ نہ ان کی عادات سے واقف۔ نہ ان کی استعداد سے واقف ہے تو محاسبہ کس طرح کر سکتا ہے۔ محاسبہ تو علم کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ تو جس حد تک انسان کے لئے دائرہ حساب کے اندر معلومات کا حصول ممکن ہو اس حد تک اسے ضرور معلومات حاصل کرنی چاہئیں۔ اس کے بغیر وہ ذمہ داری کو ادا نہیں کر سکتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قائد یا سائق یا زعیم کا خدام سے ذاتی تعلق ہونا چاہئے۔ اس کے بغیر مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ میں جس محاسبہ کا تقاضا کیا گیا ہے وہ پورا نہیں ہو سکتا۔

قادیان کی بات ہے

ہم نے بظاہر ایک باغی دماغ رکھنے والے نوجوان کا محاسبہ کیا۔ کسی کام میں بھی وہ حصہ نہیں لیتا تھا۔ بغاوت کرتا تھا کوئی بات نہیں مانتا تھا۔ پہلے میں نے سائق سے کہا کہ تم اس کو سمجھاؤ۔ اس طرح اس کی اصلاح کی کوشش کی۔ مگر وہ نہ مانا۔ پھر حلقہ میں ہمارے دوسرے مہتممین نے اس کی اصلاح کی کوشش کی۔ کسی مرحلے پر بھی وہ بغاوت چھوڑنے پر تیار نہ ہوا۔ آخر میں نے اس کو بلایا۔ مجھے اس وقت تک اس کے متعلق ذاتی علم نہیں تھا۔ میں نے سوچا کہ مجھے اس کی طبیعت فطرت ضرورت اور باغیانہ خیالات کی وجہ (یعنی نظام خدام الاحمدیہ سے بغاوت میری مراد ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اسلام سے بھی بغاوت کیونکہ وہ نمازوں کی طرف بھی توجہ نہیں دے رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا بھی باغی بن چکا تھا) کا علم بھی ہونا چاہئے۔ اس کے بغیر میں اس کی اصلاح کیسے کر سکوں گا۔ چنانچہ میں نے بڑے آرام سے، بڑے پیار سے اس سے باتیں کرنی شروع کیں۔ اس کے چہرے سے پتہ لگتا تھا کہ اس کی طبیعت میں بڑا تناؤ ہے۔ کوئی ایک گھنٹہ تک اس سے باتیں کرنے سے میں سمجھ گیا کہ بیماری کیا ہے؟ دراصل

اس کی بیماری کی جڑھ

اپنے باپ کے خلاف جائز یا ناجائز شکایت کی بنا پر بغاوت تھی۔ کہ باپ محبت نہیں رکھتا۔ میرے حقوق ادا نہیں کرتا۔ جب مجھے یہ پتہ لگا تو بجائے اس کے کہ جو چھ مہینے سے اس کے خلاف کیس بنا ہوا تھا کہ

اس کو سوٹیاں لگنی چاہئیں میں نے یہ فیصلہ بدل دیا اور اپنے دل میں کہا کہ اس کو کچھ نہیں کہنا چاہیئے۔ کیونکہ اس کی اصلاح مد نظر ہے۔ سوٹیاں کھا کے تو یہ ٹھیک نہیں ہوگا۔ میں نے اس کو کہا کہ دیکھو میں تم سے عمر میں زیادہ بڑا نہیں ہوں تمہارے باپ جتنا نہیں ہوں لیکن تم سمجھو کہ آج سے میں تمہارا باپ ہوں۔ تمہیں کوئی شکایت ہو۔ کوئی دکھ ہو کوئی تکلیف ہو تم میرے پاس آؤ جس حد تک مجھے طاقت ہوگی میرے امکان میں ہوگا میں تمہاری مدد کروں گا۔ میں تمہاری شکایت دور کرنے کی کوشش کروں گا۔ وہ وہاں سے اٹھا۔ ساری بغاوتیں دور ہو گئیں۔ تعاون کرنے لگ گیا۔

غرض جب تک علم نہ ہو آپ محاسبہ کے تقاضے پورے نہیں کر سکتے۔ آپ اس نوجوان کا محاسبہ کرتے تو غلط نتیجہ پر پہنچ جاتے بہت سے انسان بدقسمتی سے ٹوٹ جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کے خلاف غلط محاسبہ ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے جب یہ کہا کہ کسی کو سزا یا معافی دینے کا فیصلہ اس کی

اصلاح کو مدّ نظر رکھ کر

کرتا ہے تو ساتھ ہی یہ حکم بھی دیا کہ پہلے اس کی طبیعت سے واقفیت حاصل کرو کیونکہ اگر تمہیں پتہ ہی نہیں کہ وہ شخص کس طبیعت اور مزاج کا ہے تو تمہیں یہ کیسے پتہ لگے گا کہ معافی سے اس کی اصلاح ہو سکتی ہے یا سزا دینے سے اصلاح ہو سکتی ہے۔ اور یہ حکم بھی دراصل اسی محاسبہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے کہ

صحیح علم کے بغیر وہ محاسبہ نہیں ہو سکتا

جس کا مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ کا قرآنی نقرہ ہم سے تقاضا کرتا ہے بغرض اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عبادت کے لئے تم پیدا ہوئے ہو اور یہ تمہیں کرنی چاہیئے۔ لیکن اگر تم حقیقی اور سچی عبادت کرنا چاہتے ہو تو تمہیں میرے لئے دین کو خالص کرنا ہوگا اور میری رضا کے لئے محاسبہ کے میدان میں ہر قدم اٹھانا پڑے گا تمہارا جو قدم میری رضا کے لئے نہیں ہوگا وہ ہلاکت کی طرف، دوزخ کی طرف، میری ناراضگی کی طرف لے جانے والا ہوگا۔ اس کے لئے محاسبہ کے میدان میں سزا یا معافی دیتے وقت اس شخص کا، اس کے ماحول کا صحیح علم رکھنا بہت ضروری ہے دنیا میں بڑے فسادات آج اسی لئے پیدا ہو رہے ہیں اٹلی میں اور بعض دوسرے ممالک میں طالب علموں نے ہنگامے کئے اور میں سمجھتا

ہوں کہ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اسلامی تعلیم کی رُو سے ان طلباء کے جو راعی ہیں اور جوان کی تعلیم، اخلاق اور تربیت کے ذمہ دار ہیں وہ علم کے بغیر قدم اٹھاتے ہیں۔ اور مشفقانہ اصلاح کی بجائے غلط طریق پر غصہ نکالتے ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ ان کو عقل سے، پیار سے سمجھائیں اگرچہ یہ صحیح ہے کہ بعض لوگ پھر بھی شیطان کی گود میں بیٹھنا ہی پسند کریں گے۔ لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ

انسانی فطرت بنیادی طور پر شریف

واقع ہوئی ہے لیکن آج کا انسان انسانیت سے بھی دور جا چکا ہے۔ مذہب تو بعد کی بات ہے۔ پہلے تو ایسے لوگوں کو ہم نے انسان بنانا ہے۔ پھر اس کے بعد خدا اور رسول کی باتیں ان کو سنائی جائیں گی۔ جو شخص فطرت کے مسخ ہو جانے کے نتیجہ میں انسان کی بجائے گدھے اور بھیڑیئے کے اخلاق اپنے اندر رکھتا ہے اس کی اصلاح کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اس کو انسان بنایا جائے۔ پھر انسان سے روحانی انسان، خدا رسیدہ انسان، اللہ کا پیارا اور محبوب انسان بنایا جا سکتا ہے لیکن جو اپنے اخلاق و اطوار میں انسان ہی نہیں۔ مذہب اس کے لئے کیا کر سکتا ہے اور مذہب کا حسن، یعنی اسلام کا (میرے نزدیک اس وقت سچا مذہب اسلام ہی ہے) حسن۔ اور اسلام کے حسن کو وہ سمجھ ہی کیسے سکتا ہے۔ پہلے لوگوں کو انسان بنانا چاہیئے۔ انسانی اقدار پیدا کرنے کی جن لوگوں پر ذمہ واری ہے وہ اس طرف متوجہ نہیں ہوتے اور انسانیت دن بدن حیوانیت کی طرف دھکیلی جا رہی ہے اور کسی کو اس کی فکر نہیں۔ آپ کو اس کی فکر ہونی چاہیئے۔ یہ سوچنا چاہیئے کہ وہ مخلوق جسے اللہ تعالیٰ نے انسان بنایا تھا وہ حیوانیت کی طرف کیوں مائل ہو رہی ہے۔ اور ان کو واپس انسان بنانے کے لئے ہمیں کیا کوششیں کرنی چاہئیں پھر آپ میں یہ احساس پیدا ہوگا کہ

کتنی بڑی ذمہ داریاں آپ کے کندھوں پر عاید ہوتی ہیں

پہلے ان کو انسان کے دائرہ کے اندر لائیں گے پھر ان کو کہیں گے کہ دیکھو انسان کی روحانی، جسمانی، اخلاقی، ذہنی اور دنیوی ترقیات کے لئے اسلام نے تمہارے ہاتھ میں کتنی حسین تعلیم دی ہے۔

محمد صلے اللہ علیہ وسلم

نے تم پر کتنا بڑا احسان کیا ہے۔ لیکن جب تک ان کے اندر ایک گدھے کی یا ایک بھیڑیئے کی، یا ایک سانپ کی یا ایک بچھو کی خاصیت رہتی ہے وہ آپ کی بات سمجھ ہی نہیں سکتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ پاگل ہیں جو ہمارے پاس یہ تعلیم لے کر آ گئے ہیں پس ضروری ہے کہ

پہلے ان کو انسان بنایا جائے

اور جن پر انسان بنانے کی ذمہ داری ہے وہ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ وہ محاسبہ کی ذمہ داریوں کو نہیں نباہتے۔ ہم مسلمان احمدیوں کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ کے مختلف معانی کے لحاظ سے جتنی ذمہ داریاں ڈالی ہیں

ہم ان پر غور کرتے رہیں

اور ان کو نباہنے کی کوشش کرتے رہیں دو اور ذمہ داریاں ہیں وہ انشاء اللہ اگلے خطبہ میں بیان ہو جائیں گی۔

❊ ❊ ❊

مختلف جماعتوں میں یوم تبلیغ کا شاندار پروگرام

جماعت احمدیہ کلکتہ

نظارت دعوۃ و تبلیغ کے ارشاد کی تعمیل میں احباب جماعت احمدیہ کلکتہ نے یوم تبلیغ مورخہ ۱۹ر جون کو منایا۔ اور غیر احمدی احباب سے مل کر پیغام احمدیت پہنچایا اور لٹریچر بھی دیا

بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ میں ماہانہ تربیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں مکرم منشی شمس الدین صاحب، مکرم فیروز الدین صاحب مکرم سید ظفر احمد صاحب، مکرم سید ناصر احمد صاحب نے اردو زبان میں تقریریں کیں اور مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب ایم اے اور شہر عالم صاحب نے بنگالی میں تربیت کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کیں

خاکسار نے صدارتی تقریر میں احباب کو نظام کی پابندی اور جماعتی اجلاسوں کو کامیاب بنانے کی تلقین کی۔ آئندہ ماہانہ اجلاس کا پروگرام مرتب کرنے کے بعد یہ اجلاس بعد دعا برخواست ہوا۔

خاکسار شریف احمد امینی مبلغ انچارج صوبہ بنگال واڑیسہ

جماعت احمدیہ جمشید پور۔ بہار

مورخہ ۲۷ر احسان کو یوم تبلیغ منایا گیا مکرم سید ہمام الدین صاحب امیر جماعت وفد کی صورت میں قریب کی ایک مسلم بستی میں گئے۔ جہاں متعدد احباب سے تبادلۂ خیالات کرنے کے علاوہ لٹریچر تقسیم کیا۔ خاکسار تنہا کچھ لٹریچر لے کر شہر کے مختلف اطراف میں گیا اور مختلف مسلم و غیر مسلم بھائیوں تک پیغام حق پہنچایا۔ جماعت کے کچھ دیگر احباب نے بھی اپنے طور پر یوم تبلیغ منایا۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر مساعی کو قبول فرمائے اور ان میں برکت دے۔ آمین

خاکسار عبد المجید سیکرٹری تبلیغ جمشید پور

جماعت احمدیہ یادگیر

مرکز کے ارشاد کی تعمیل میں تقریباً پچاس دوستوں نے یوم تبلیغ منائے جانے کی مبارک تحریک پر لبیک کہا۔

احباب کے اس والہانہ جوش کو دیکھتے ہوئے مکرم امیر صاحب نے فیصلہ کیا کہ بجائے ایک دن کے دو دن یوم تبلیغ منایا جائے۔ چنانچہ مورخہ ۲۸ر و ۲۹ر جون کو یوم تبلیغ منایا گیا خدام کی گروپ بندی کے بعد ہر گروپ کا ایک امیر مقرر کیا گیا۔ اور انہیں لٹریچر دے کر شہر کے مختلف محلہ جات و مضافات میں بھجوا دیا گیا۔ الحمد للہ کہ یہ پروگرام بہت کامیاب رہا۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان کوششوں کو قبول فرمائے۔ اور انہیں بہت سی تشنہ روحوں کی ہدایت کا باعث بنائے آمین

خاکسار غلام نبی نیاز مبلغ یادگیر

درخواستہائے دعا

۱۔ مکرمی سید غلام احمد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ سونگڑہ اور خاکسار کا ایک بھائی ۲ ایک ہمشیرہ اور ایک بھانجی پاکستان میں بیمار ہیں۔ مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب کارکن نظارت دعوۃ و تبلیغ کا بڑا بیٹا اور بہو اور ایک چھوٹا بیٹا بیمار ہیں مؤخر الذکر دونوں مرتے مرتے بچے ہیں۔ ان سب کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے احباب دعا کریں

۲۔ مکرم سید انور احمد صاحب ابن حضرت سید وزارت حسین صاحب (اورین۔ بہار) متعدد اعلیٰ ملازمتوں کے مقابلہ کے امتحانات میں شامل ہو رہے ان کی اعلیٰ کامیابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار ملک صلاح الدین ایم اے قادیان

۳۔ خاکسار کی اہلیہ صاحبہ کافی عرصہ سے بعض عوارض سے بیمار ہیں۔ علاج معالجہ ہو رہا ہے کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے

خاکسار حبیب علی بنگالی درویش۔ قادیان

جموں و کشمیر (متفرق)

۱۔ مکرم مولوی عبد الواحد صاحب فاضل۔ آسنور
۲۔ ” عبد القادر صاحب ملک ”
۳۔ ” عبد الاحد صاحب کمار ”
۴۔ ” محمد احسن صاحب شیخ ماندوجن
۵۔ ” سید غلام احمد شاہ صاحب مع اہلیہ صاحبہ ”
۶۔ ” عبد الرحمٰن صاحب بانڈے ”
۷۔ ” بابو محمد یوسف صاحب جموں
۷۔ ” حاجی عبد الغنی صاحب بانڈی پور
۸۔ ” عبد الکبیر صاحب بٹ ”
۹۔ ” عبد السلام صاحب گنائی رشی نگر
۱۰۔ ” محمد عبد اللہ صاحب گنائی واعظ ”
۱۱۔ ” محمد ایوب صاحب گنائی واعظ ”
۱۲۔ ” محمد صدیق صاحب پڈر ”
۱۳۔ ” ماسٹر نذیر احمد صاحب ڈار شورت
۱۴۔ ” غلام محمد صاحب گنائی ”
۱۵۔ ” غلام رسول صاحب میر یاڑی پورہ
۱۶۔ ” عبد المجید صاحب میر دبجگاں ”
۱۷۔ ” اہلیہ صاحبہ عبد السلام صاحب ٹاک ”
۱۸۔ ” ولی محمد صاحب ٹاک دبجگاں ”
۱۹۔ ” محمد خلیل صاحب بٹ آرونی
۲۰۔ ” غلام محمد صاحب لون دبجگاں کیا کھاپورہ
۲۱۔ ” غلام رسول صاحب ڈانگر بالسو
۲۲۔ ” مولوی احمد اللہ صاحب فاضل نتھو پیاں
۲۳۔ ” محمد اسد اللہ صاحب میر ”
۲۴۔ ” ماسٹر رحمت اللہ صاحب منہاس بھدرواہ
۲۵۔ ” محمد بشیر صاحب پلوچھ
۲۶۔ ” عبد الباری صاحب ”

چارکوٹ (پونچھ)

۱۔ مکرم اسماعیل صاحب ولد فتح محمد صاحب
۲۔ ” عبد الرحمٰن صاحب ولد چاند صاحب
۳۔ ” عزیز الدین صاحب ولد سید محمد صاحب
۴۔ ” علی اکبر صاحب ولد عبد اللہ صاحب
۵۔ ” خیر الدین صاحب ولد عبد اللہ صاحب
۶۔ ” محمد اسلم صاحب ولد محمد حسن صاحب
۷۔ ” محمد حسین صاحب ولد بہادر علی صاحب
۸۔ ” محمد شریف صاحب ولد رحمت اللہ صاحب
۹۔ ” محمد شریف صاحب ولد جلال الدین صاحب
۱۰۔ ” محمد صادق صاحب ولد جلال الدین صاحب
۱۱۔ ” میر احمد صاحب ولد چاند صاحب
۱۲۔ ” نجم الدین صاحب ولد جمال الدین صاحب

بھدرواہ (جموں)

۱۔ محترمہ خانہ بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب
۲۔ مکرم عبد الرشید صاحب شیلہ ولد خواجہ عبد العزیز صاحب گنائی
۳۔ ” میر عبد الغنی صاحب مع اہلیہ صاحبہ
۴۔ محترمہ اہلیہ ماسٹر رحمت اللہ صاحب منہاس

سلواہ (پونچھ)

۱۔ مکرم حوالدار محمد ابراہیم صاحب
۲۔ ” بشیر احمد صاحب ولد شاہ نواز صاحب

کنی پورہ (کشمیر) نمبر ۱

۱۔ مکرم عبد الخالق صاحب کھانڈے
۲۔ ” مبارک احمد صاحب لون
۳۔ ” عبد الاحد صاحب لون

سرینگر

۱۔ مکرمہ شہمیدہ بیگم صاحبہ
۲۔ ” اہلیہ صاحبہ مستری عبد الرحمٰن صاحب از طرف والد صاحب مرحوم

آسنور (کشمیر)

۱۔ مکرم ناصر احمد صاحب
۲۔ ” محمد اسماعیل صاحب شیخ
۳۔ ” محمد یوسف صاحب ڈار

شورت (کشمیر)

۱۔ مکرم عبد الاحد صاحب ڈار ولد عبد الخالق صاحب
۲۔ ” غلام حسن صاحب ڈار ولد عبد الصمد صاحب
۳۔ ” غلام محمد شاہ صاحب ولد شمس الدین صاحب
۴۔ ” غلام محمد صاحب ڈانگر ولد محمد رمضان صاحب
۵۔ ” محمد شعبان صاحب ننگرو ولد [illegible] عبد الرزاق صاحب

کنی پورہ (کشمیر) نمبر ۲

۱۔ مکرم غلام نبی صاحب پڈر
۲۔ ” غلام نبی صاحب منصور
۳۔ ” عبد الصمد صاحب ڈار
۴۔ ” عبد الخالق صاحب ڈار
۵۔ ” ولی محمد صاحب ڈار
۶۔ ” عبد الغنی صاحب پڈر
۷۔ ” غلام محمد صاحب پڈر ولد عبد الغنی صاحب

یاڑی پورہ (کشمیر)

۱۔ مکرم غلام احمد شاہ صاحب ابدالی
۲۔ محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ دختر عبد السلام صاحب ٹاک
۳۔ مکرم عبد الرحیم صاحب ٹاک
۴۔ ” حبیب اللہ صاحب میر
۵۔ ” عبد المجید صاحب میر طالب علم
۶۔ ” محمد یوسف صاحب شیخ
۷۔ ” راجہ بشیر احمد خان صاحب لونہ منی
۸۔ ” راجہ یار محمد خان صاحب
۹۔ ” عبد الرحمٰن صاحب یاڑی پورہ
۱۰۔ ” عبد الرشید صاحب میر
۱۱۔ ” عبد العزیز صاحب حجام
۱۲۔ ” عبد الحمید صاحب میر ابن عبد المجید صاحب میر
۱۳۔ ” محمد ابراہیم صاحب

رشی نگر (کشمیر)

۱۔ مکرم غلام رسول صاحب میر
۲۔ ” عبد العزیز صاحب گنائی
۳۔ ” عبد الغفار صاحب گنائی
۴۔ ” بشیر احمد صاحب [illegible]
۵۔ ” عبد الغفار صاحب پڈر

اونہ گام

۱۔ مکرمہ محبوبہ بیگم صاحبہ اہلیہ خواجہ محمد یوسف صاحب ہیڈ ماسٹر

پینگاڑی (کیرالہ)

۱۔ مکرم سی۔ ایچ عبد القادر صاحب
۲۔ ” اے۔ پی عبد الرحیم صاحب
۳۔ ” بی عبد الحمید صاحب
۴۔ ” این کنہا احمد صاحب
۵۔ محترمہ بی طاہرہ صاحبہ
۶۔ ” بی زکیہ صاحبہ
۷۔ ” بابان فاطمہ صاحبہ
۸۔ ” بابان خدیجہ صاحبہ
۹۔ ” کے خدیجہ صاحبہ مع دختر
۱۰۔ ” کے ہاجرہ صاحبہ
۱۱۔ ” پی خدیجہ صاحبہ مع دختر
۱۲۔ ” پی مریم صاحبہ مرحومہ
۱۴۔ مکرم ایم محمود صاحب
۱۵۔ ” [illegible] صاحب

کالیکٹ (کیرالہ)

۱۔ مکرم کے پی ناصول کویا صاحب
۲۔ ” کے عبد الرزاق صاحب
۳۔ ” ایم محی الدین کویا صاحب
۴۔ ” کے پی اشرف کویا صاحب
۵۔ ” ایم پی کویا جی صاحب
۶۔ ” سی پی عبد اللہ کویا صاحب
۷۔ ” کے وی حسین کویا صاحب

کیرالہ (متفرق)

۱۔ مکرم این حامد صاحب کنانور
۲۔ ” ایم عبد الرشید صاحب موگرال
۳۔ ” ٹی اے عبد القادر صاحب موگرال مع اہل و عیال
۴۔ ” محمد عبد القادر صاحب ”
۵۔ ” اے کے مسلم صاحب کرناگاپلی
۶۔ ” کے محمد صادق صاحب کرولائی
۷۔ ” ایم اے کنجالی صاحب ایراپورم
۸۔ ” ڈیم علی صاحب ”
۹۔ ” این پی ابو بکر صاحب منارگھاٹ
۱۰۔ ” ایم کے مولوی محمد بشیر صاحب ”
۱۱۔ ” پی پی محمد صاحب کوڈیا تور
۱۲۔ ” این چیکو کٹی صاحب
مدراس۔ محترمہ اہلیہ صاحبہ شیخ محمد رفیق صاحب تاجر

کلکتہ

۱۔ محترم میاں شہزادہ پرویز احمد صاحب ابن مکرم محمد سعید صاحب چنیوٹی
۲۔ محترمہ اختر النساء صاحبہ اہلیہ میاں محمد سعید صاحب چنیوٹی
۳۔ محترمہ قدسیہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم شرافت احمد خان صاحب دبجگان
۴۔ محترم چوہدری محمود احمد صاحب مع اہلیہ صاحبہ
۵۔ ” شیخ مسعود احمد صاحب
۶۔ ” ملک صلاح الدین صاحب بہاری مع والدین محترم
۷۔ ” اخوند کار عبد الحفیظ صاحب
۸۔ ” ” عبد الرقیب صاحب
۹۔ ” شہرہ عالم صاحب
۱۰۔ مکرمہ شہمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم سید کریم بخش صاحب
۱۱۔ مکرم ناصر احمد صاحب اخوند کار
۱۲۔ ” مظفر احمد صاحب ابن شیخ منور احمد صاحب
۱۳۔ مکرمہ اہلیہ محترمہ اکبر علی صاحب ملا
۱۴۔ مکرم [illegible] صاحب مع اہل و عیال
۱۵۔ ” بشیر احمد صاحب [illegible]
۱۶۔ ” [illegible] صاحب
۱۷۔ ” ماسٹر عبد الحکیم صاحب [illegible]
۱۸۔ ” میاں عبد [illegible] صاحب [illegible]
۱۹۔ ” سید [illegible] صاحب
۲۰۔ ” میاں محمد رفیع صاحب
۲۱۔ ” سید محمد نور الزماں صاحب
۲۲۔ ” شرافت احمد خان صاحب
۲۳۔ ” اکبر علی صاحب ملا۔ بانسرہ

تانگرام

۱۔ مکرم مکمل حسین خان صاحب
۲۔ ” آفتاب الدین صاحب شہاب

بمبئی

۱۔ مکرم پی عبد الحمید صاحب
۲۔ ” ڈی کے محی الدین صاحب

صوبہ میسور

۱۔ مکرم ڈاکٹر محمد امام صاحب بنگلور
۲۔ محترمہ اہلیہ صاحبہ صبغۃ اللہ صاحب ”
۳۔ مکرم محمد ظفر اللہ صاحب ”
۴۔ ” محمد یوسف صاحب [illegible]

سونگڑہ

۱۔ مکرم محمد عثمان صاحب مع اہلیہ محترمہ
۲۔ ” عبد الرحمٰن صاحب جنرل مرچنٹ
۳۔ ” منور احمد صاحب مع اہل و عیال
۴۔ ” ناصر احمد صاحب

اسلام بمقابلہ عیسائیت ہمیں کیوں پیارا ہے؟

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نائب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

قسط نمبر ۳

پادری صاحب نے مسیحی مذہب کو محبت کا مذہب ثابت کرنے کے لئے مسیح کا یہ قول بھی پیش فرمایا ہے کہ:-

"اگر کوئی تم پر لعنت کرے تو تم
اس کے لئے برکت چاہو"

مگر پادری صاحب نے اس پر غور نہیں کیا۔ دیکھنے میں بظاہر یہ تعلیم اچھی معلوم ہوتی ہے مگر اس کے اندر بعض بڑی بڑی قباحتیں موجود ہیں۔ کیونکہ لعنت کا مفہوم ہے دھتکارنا اور یہ ضروری نہیں کہ لعنت ڈالنے والا ضرور برکت کا ہی مستحق ہو۔ اس لئے اس موقع پر سوچنا ہو گا کہ لعنت ڈالنے والا لعنت کا مستحق ہے یا برکت کا۔ تعلیم وہ اچھی ہوتی ہے جو موقع و محل کے مطابق ہو۔ پس اگر لعنت ڈالنے والا لعنت کا مستحق ہو تو اس پر لعنت ڈالنی ضروری ہے اور اس وقت یہی بات خدا کی مرضی کے مطابق ہوتی ہے۔ ہاں اگر لعنت ڈالنے والا معذور ہو تو اس کے لئے لعنت کی بجائے برکت چاہنا خدا تعالےٰ کی مرضی کے مطابق ہو گا۔ پس اس موقع پر تدبر سے کام لے کر جو صورت بہتر ہو اسے اختیار کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ اسلام نے ان دونوں پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر عیسائیت کی اس ناقص تعلیم کو دوسرا پہلو بھی ساتھ پیش کر کے کامل و مکمل کر دیا ہے۔ فرمایا جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ کہ حسب موقع تم عمل کیا کرو۔ تکلیف و برائی کا بدلہ اتنی ہی برائی اور تکلیف ہے۔ ہاں اگر کوئی دوسری صورت بہتر دیکھ کر معاف کر دیتا اور اصلاح کے پہلو کو مدنظر رکھتا ہے تو وہ بھی یقیناً اجر کا مستحق ہے۔ پس لعنت و برکت کے لئے موقع دیکھ کر عمل ہو گا اور اس میں اصلاحی پہلو پیش نظر رکھا جائے گا۔ اگر لعنت کرنے والے پر لعنت ڈالنے سے اصلاح ہو تو لعنت ڈالی جائے گی۔ اور اگر اصلاح برکت چاہنے سے ہوتی ہو تو اس کے لئے برکت چاہی جائے گی۔

آنحضرت صلعم رحمۃ للعالمین تھے ساری دنیا کی ہدایت کے لئے کوشاں تھے سب کے لئے دعائیں کرتے تھے مگر وقت پر لعنت اللہ علی الکاذبین بھی فرمایا اور بعض قبائل کے ستر قاریوں کو قتل کر دینے پر ان کے لئے لعنت کی دعا بھی فرمائی۔ اور اس طرح مظلوموں کی حمایت کی جو عدل و انصاف کے عین مطابق ہے

پادری صاحب نے عیسائیت کو محبت کا مذہب ثابت کرنے کے لئے حضرت مسیح کی یہ تعلیم بھی پیش کی ہے کہ

"اگر کوئی تمہارے ایک گال پر
طمانچہ مارے تو تم دوسرا بھی اس
کی طرف پھیر دو۔"

گویا آپ نے برداشت کی تلقین کے ساتھ انتقام سے روک دیا۔ اور نقصان پہنچانے سے منع کر دیا۔ مگر پادری صاحب خوب جانتے ہیں کہ یہ وقتی و عارضی تعلیم ہے۔ اور پھر یہ مختص القوم ہے۔ اس کا تعلق سارے جہان سے نہیں۔ یہ تعلیم صرف اسرائیلیوں کے لئے تھی کیونکہ وہ کمزور اور مظلوم تھے۔ اگر ذرا بھی اس وقت چوں چرا کرتے تو ہر وقت ماریں ہی کھاتے رہتے۔

علاوہ ازیں اس تعلیم پر حضرت مسیحؑ نے کبھی عمل کر کے نہیں دکھایا اور نہ ہی سینکڑوں سال میں سارے عیسائی عالم میں سے کسی نے اس پر عمل کرنے کی جرأت کی ہے۔ ہر صورت میں یہ تعلیم ناممکن العمل ہے بلکہ بسا اوقات بے غیرتی اور بدامنی و فتنہ و فساد کا بھی موجب ہے۔ ظالم کو ظلم پر اکساتی ہے اور کمزوروں و مظلوموں کو ان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتی ہے اور ان کی جان و مال و عزت پر خطرناک حملوں کا باعث بھی ہے۔ ہمیشہ اس پر عمل نہیں ہو سکتا۔ عیسائی قوم نے دوسری اقوام سے کبھی بھی یہ سلوک کر کے کیوں نہیں دکھایا اور مقابلہ کیوں کرتے رہے۔ انتقام کیوں لیتے رہے دوسروں کو نقصان کیوں پہنچاتے رہے پادریوں کو چاہئے کہ اب ہی اس پر عمل کر کے دکھائیں۔ اگر وہ ایسی جرأت کریں گے تو ان کو اس کی حقیقت معلوم ہو جائے گی اور ان کو لینے کے دینے پڑ جائیں گے اور عیسائیت ساری دنیا سے رخصت ہو جائیگی

اسلام نے آنحضرت کی سنت تعلیم اور مسیح کی اس کمزور تعلیم کے بالمقابل افراط و تفریط سے پاک تعلیم پیش فرمائی ہے۔ جس کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل بھی کر کے دکھا دیا۔ آپ کی مکی زندگی جمالی رنگ کی تھی اور مدنی زندگی جلالی رنگ کی۔ ظلم برداشت کئے اور ظلموں کے حد سے بڑھ جانے پر ان کا دفاع بھی کیا اور ظالموں کو ٹھکانے لگا کر امن پیدا کر دیا

پادری صاحب نے عیسائیت کو محبت کا مذہب ثابت کرنے کے لئے یہ بھی لکھا ہے کہ ہمارے مسیحؑ نے اپنی تعلیم پر عمل کر کے دشمنوں سے حسن سلوک کیا یہوداہ کے صلیبی تکالیف پہنچانے کے باوجود خدا سے ان کے لئے یہ دعا کی:-

"اے باپ ان کو معاف کر کیونکہ
یہ جانتے نہیں کیا کرتے ہیں"
(لوقا ۲۳: ۳۴)

مگر پادری صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ مسیحؑ کا محض دکھلاوا تھا۔ وہ کمزور تھے بے بس تھے۔ لاچار تھے۔ بدلہ لینے پر قادر نہ تھے اس لئے محض دکھلاوے کے لئے ایسا کہہ دیا۔ مزا تب ہوتا جب وہ ان سے آزاد ہوتے اور وہ ان پر قابو نہ رکھتے یا پھر وہ ان پر فتح پا کر ان پر غالب آ جاتے اور ان سے انتقام لینے اور سزا دینے اور نقصان پہنچانے پر قادر ہوتے اور پھر اپنی مرضی اور خوشی سے ان کو معاف کر دیتے اور ان کے لئے برکت چاہتے۔ مگر انہوں نے بظاہر تو معاف کرنے کے لئے دعا کر دی مگر کسی برکت کے لئے کوئی دعا نہ کی۔ اس کے مقابلہ میں ذرا حضرت بانیٔ اسلام کا کامل عفو کا نمونہ دیکھئے کہ جب ظالم قوم پر آپؐ نے فتح و غلبہ پایا اور وہ آپ کے سامنے اپنی کرتوتوں کی سزا پانے کے لئے گھبراہٹ کے عالم میں بیٹھے تو انہوں نے آپؐ کے رحم و کرم کو یاد دلا کر رحم کی امید کا اظہار کیا۔ جس پر آپؐ نے ان کو نہ صرف یہ کہ کوئی سرزنش نہ کی بلکہ ان کو آزاد کر دیا۔ فرمایا لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اِذْهَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَآءُ۔ یہ تھا وہ عفو عام جو قدرت کے باوجود دشمن قوم کے لئے آپؐ کی طرف سے ظاہر ہوا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ سارے کے سارے اسلام میں داخل ہو گئے ؎

یا ظلم کا عفو سے انتقام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

مگر حضرت مسیح کے اس ظاہری عفو سے جس کے ساتھ کوئی عملی ثبوت نہ تھا یہودی قوم متاثر نہ ہو سکی۔ اور نہ وہ ان پر ایمان لائی۔ حضرت مسیحؑ نے بھی معافی کا اظہار کیا اور آنحضرت صلعم نے بھی طائف کے لوگوں سے دکھ اٹھایا اور واپسی پر ان کے لئے معافی کا اظہار فرمایا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو ان کی قوم پر قدرت و غلبہ عطا نہ کیا کہ وہ اپنی خوشی سے اسے عملاً معاف کر دیتے اور وہ ان کی ایسی معافی سے ان پر ایمان لے آتی مگر آنحضرت صلعم کو اللہ تعالےٰ نے اپنی قوم پر فتح و غلبہ عطا فرما کر عملاً معافی دینے کی قدرت بھی عطا فرمائی اور پھر وہ اس عفو عظیم سے ایسی متاثر ہوئی کہ ساری کی ساری اسلام میں داخل ہو کر آپ کی جاں نثار و وفادار بن گئی اور اس بات کا ثبوت بہم پہنچا دیا کہ واقعی عیسائیت کے مقابلہ میں اسلام بہت پیارا مذہب ہے۔ اور وہی قابل قبول ہے

آخر یہ بھی تو سوچنے والی بات ہے کہ حضرت مسیح خدا کا "اکلوتا" اور "پیارا بیٹا" تھا تو اس سے تو سب جہان سے زیادہ محبت کرنی چاہیئے تھی مگر اس نے اس سے ایسا برا سلوک کیا جس کی دنیا میں مثال نہیں۔ اندھیر نگری چوپٹ راجہ والا معاملہ ہے۔ بقول عیسائی بھائیوں کے خدا نے اپنے معصوم اکلوتے بیٹے کو بلاقصور صلیب پر مروا دیا۔ اور گنہگار یہود کو اس پر مسلط کر دیا۔ اور ان کو ان کے گناہوں کی سزا نہ دی اور بلا سزا ہی چھوڑ دیا۔ آخر یہ بے انصافی اور تشدد کیوں روا رکھا۔ جبکہ عیسائیوں کے خدا نے اپنے بیٹے سے اس فرضی محبت کا یہ ثبوت دے کر اپنے عدل و رحم کو برباد کر دیا تو اس سے دوسروں کے لئے کس محبت کی توقع کی جا سکتی ہے عیسائی بھائیوں کے لئے یہ بڑا المیہ فکریہ ہے

اگر کہا جائے کہ یہ اس لئے ہوا کہ گنہگاروں کو سزا سے بچایا جائے تو سوال یہ ہے کہ جب عیسائی بھائیوں کو ان کے گناہ سب معاف ہو گئے ہیں تو ان کو ان کے بداعمال کی سزا دوبارہ کیوں ملتی رہتی ہے اور ان پر مختلف ذرائع سے تباہیاں اور وبائیں اور آفتیں کیوں آتی رہتی ہیں؟ یہ بات قابل غور ہے کہ ایسی وہ معافی کہیں فرضی تو نہیں۔

پادری صاحب نے کرنتھیوں کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مسیح نے ہمیں سارا قانون ہے

کوئی اس میں اعلےٰ وادنےٰ آزاد اور غلام نہیں۔ بلکہ سب برابر و برادر اور یکساں ہیں مسیحیت کسی کو کسی پر فوقیت وبرتری کے دعوےٰ کی اجازت نہیں دیتی۔ اسی طرح اس نے ایک دوسرے پر فخر کرنے کی اجازت نہیں دی اس سے آپس میں محبت بڑھتی ہے

دراصل پادری صاحبان کی یہ کوشش ہے کہ اسلام کی اعلےٰ تعلیموں کو آہستہ آہستہ عیسائیت میں سمو کر اسے عیسائیت کی اعلےٰ تعلیم کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کریں۔ مگر اب عیسائیت کے زوال اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا زمانہ ہے۔ یہ بات ان کو کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتی بلکہ اس سے ان کو اور بھی ندامت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ مساوات کی تعلیم اسلام نے اگر پیش کی ہے۔ عیسائی بھائی حضرت مسیح کو باوجود "ابن آدم" و "ابن مریم" ہونے کے خدا اور خدا کا فرزند قرار دے کر اس کے دیگر مزعومہ فرزندوں پر فوقیت دیتے اور ان کی فرزندیت کا انکار کر کے حضرت مسیح کو خدا کا اکلوتا اور حقیقی بیٹا قرار دے کر دوسرے فرزندوں پر فوقیت دیتے ہیں۔ اسی طرح ادنےٰ و اعلےٰ کا فرق قائم کیا جاتا ہے۔ خدا نے جب بے گناہ بیٹے کو گنہگاروں کی بجائے مروا دیا تو یہ کہاں کی مساوات ہے اور یوں بھی عیسائی عالم میں ہر قسم کا امتیاز اور ادنیٰ واعلےٰ کی تفریق ہمیشہ قائم رہی ہے بہرحال اول تو ایسی تعلیم بلا دلیل ہے ان کی کتاب ایسی تعلیم سے کوری وعاری ہے اس کے مقابلہ میں اسلام نے مساوات اور عدل وانصاف کی تعلیم دی ہے اور اپنی عبادات ومعاشرہ وسوسائٹی ہر ایک پر عمل بھی کرا کر دکھا دیا ہے۔ ذرا مسلمانوں کی عبادات نمازوں جمعہ عیدین اور حج کے مواقع کے مناظر نظروں کے سامنے لائیے تو آپ کو اصل حقیقت معلوم ہو۔

آنحضرت صلعم اپنے اصحاب کے برابر بیٹھتے تھے کوئی امتیاز نہ تھا۔ باوجود بادشاہ ہونے کے نہ تاج نہ تخت نہ محل نہ قصور نہ دولت۔ بلکہ فرمایا اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ میں تو فقر پر فخر کرتا ہوں

اسلام نے آکر غلامی کو مٹانے کے لئے پورا زور صرف کر دیا اور اس پر بہت سی پابندیاں لگا کر ختم کر دیا۔ اسلام میں غلام بادشاہ ہوئے۔ ذرا مصر اور ہندوستان کی تاریخ کا ملاحظہ کریں۔ دونوں جگہ خاندانِ غلاماں کی حکومتوں کا ذکر موجود ہے۔ اگر کسی وقت غلامی نہ مٹ سکی تو اس کا قصور نہیں۔ غیر اقوام اس کا باعث ہیں۔ جو اسلام کے خلاف نبرد آزما رہتی تھیں اور جس کے نتیجہ میں غلاموں کا وجود رہتا تھا پادریوں کو حضرت مسیح کا یہ امتیاز بھول گیا کہ انہوں نے اپنی تبلیغ کا مرکز صرف اسرائیل کو قرار دے کر اور دوسری اقوام کو کتے قرار دے کر دھتکار دیا۔ اور اس طرح اسرائیل و دیگر اقوام میں تفریق کی خلیج حائل کر کے ان کو ہدایت سے محروم رکھا اور کبھی بھی اپنے اس مذکورہ فیصلہ پر نظر ثانی کر کے اسے منسوخ قرار نہ دیا اور نہ خود کبھی کسی غیر یہودی کو اپنے مشن کی دعوت دی اور نہ ہی حواریوں کو کبھی ایسی دعوت دینے کی تلقین وتحریک فرمائی۔ بلکہ عورت کے مطالبہ کو بھی ٹالنے کی کوشش کرتے رہے پس عیسائیوں کا غیر اقوام کو دعوت دینا محض سیاسی اغراض کی خاطر ہے نہ کہ مذہب کی خاطر۔

یہ بھی یاد رہے کہ اللہ تعالےٰ صرف محبت ہی نہیں بلکہ وہ ہیبت بھی ہے۔ اس کی ہستی جلال ورعب والی ہے وہ ذوالجلال ہے۔ ایسا ہی وہ ذوالانتقام بھی ہے مگر پادری صاحبان خدا کے صرف محبت ہونے پر زور دیتے ہیں۔ حالانکہ خدا کا نرا محبت ہونا کافی نہیں۔ جب تک کہ اس کے ساتھ اس کی ہیبت کا پہلو بھی شامل نہ ہو۔ ایک بادشاہ اگر نرا محبت ہو مگر اس کا رعب نہ ہو تو سب لوگ باغی ہو جائیں اور نظام درہم برہم ہو کر رہ جائے۔ اور کوئی اس کا حکم نہ مانے۔ لوگوں کے دلوں کو اصلاح پر قائم کرنے کے لئے اس کا رعب بھی ضروری ہے قرآن کریم نے اس کے محبت وخوف وخشیت کے ہر دو پہلوؤں پر زور دیا ہے۔ مخالفین نے اس کی حکمت نہ سمجھنے کی وجہ سے الٹا اعتراض کر دیا ہے کہ قرآن کریم خدا کی محبت کے ساتھ اس کا خوف کا پہلو بھی بار بار بیان کرتا ہے۔ حالانکہ یہ دونوں پہلو اپنی اپنی جگہ ضروری ہیں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ قانونِ قدرت میں اس کے یہ دونوں پہلو عملاً ظاہر ہوئے ہیں۔ جس سے کسی کو انکار نہیں۔

چہارم۔ ایک وجہ پادری صاحب نے مسیحی مذہب کے پیارا ہونے کے متعلق یہ بیان فرمائی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انسانی قدر ومنزلت کے لحاظ سے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ فرمایا میں نے اسے اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔ انسان خدا کی صفات کا آئینہ ہے۔ اسے اس نے سب چیزوں پر اختیار دیا ہے اس لئے اسے اپنا نائب قرار دے کر اسے یہ تعلیم دی ہے کہ تم سب جھگڑوں و فسادوں کو روک دو۔ دوسروں سے اچھا سلوک کرو ان کو اپنا بھائی سمجھو۔ دشمن سے بھی انتقام نہ لو۔ غرضیکہ سیاست کے متعلق اس نے بڑی اچھی تعلیم دی ہے اگر اس پر عمل کیا جائے تو دنیا میں حقیقی امن قائم ہو سکتا ہے

مگر پادری صاحب نے اس سلسلہ میں سابقہ باتوں کو ہی دوہرایا ہے۔ کوئی نئی بات وہ پیش نہیں کر سکے۔ مگر ہم پادری صاحب کو سیاست کے بارہ میں حضرت مسیح کا ایک قول یاد دلا دیتے ہیں فرمایا ہے کہ:-

جو قیصر کا ہے وہ قیصر کو دو اور جو
خدا کا ہے وہ خدا کو دو

یہ ایک سیاسی اصول انہوں نے بتایا ہے۔ اب ہماری گزارش یہ ہے کہ عیسائی بھائی اس تعلیم پر عمل نہیں کرتے۔ یہ ابتداء کی تعلیم وقتی ہے مستقل تعلیم نہیں۔ اور پھر یہ بھی صرف اسرائیلیوں کے لئے تھی نہ کہ سب اقوام کے لئے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ ناقابل عمل ہے۔ عیسائی قوم بلکہ کوئی ایک بھی عیسائی ساری دنیا میں اس پر عمل نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ بہت سے نقائص پر مشتمل ہے اور دراصل انسانی غیرت کو منافی ہے۔ اور بدامنی وفتنہ و فساد کا موجب ہے۔ اور لوگوں کو ہمیشہ کے لئے ظالموں وغاصبوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیتی ہے۔ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور۔ اور کھانے کے اور ہیں۔ مسلمانوں نے ان سے پیشگوئی کے مطابق یروشلم لے لیا تھا وہ اس تعلیم کے مطابق اسے ان کے پاس ہی رہنے دیتے" مگر انہوں نے اپنی تعلیم پر عمل نہ کیا اور اسے ان سے چھین لیا۔ عیسائی بھائیوں نے اس پر کبھی عمل کر کے نہیں دکھایا۔ اس سے اس تعلیم کی کمزوری کا ثبوت مل گیا۔ یہ تعلیم ایسی نہیں کہ جس پر انسان مستقل طور پر عمل کر سکے ہاں کمزور انسان کے لئے جو مقابلہ کی طاقت نہ رکھتا ہو وقتی طور پر یہی موزوں ہے کہ برداشت سے کام لے اور چون وچرا نہ کرے ورنہ وہ اپنے آپ کو خود ہلاک کرنے کا موجب ہوگا اور اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی چلائے گا

قرآن کریم نے ان امور کو بالتفصیل وضاحت سے بیان کیا ہے۔ انسانی قدر ومنزلت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کہ میں اپنے خلفاء کا سلسلہ زمین میں جاری کرنے والا ہوں ایسا ہی احادیث میں آیا ہے خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ کہ اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔ اسے یہ مقام باطنی وروحانی طور پر حاصل ہے۔ نہ کہ ظاہری طور پر۔ کیونکہ خدا کی کوئی ظاہری صورت نہیں وہ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ یعنی بے مثل و بے نظیر ہے مگر عیسائیت نے تو نہ صرف حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا قرار دے دیا ہے بلکہ آدم اور دیگر انبیاء کو بھی خدا کے فرزند بتایا ہے۔ قرآن کریم نے انسانی قدر ومنزلت واعزاز کا ذکر وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ والی آیت میں بھی کیا ہے۔ یعنی خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے بنی نوع انسان کو بڑا اعزاز بخشا ہے اور اس کی تعظیم وتکریم کی ہے اسے فطرتِ صحیحہ پر قائم کیا ہے۔ وہ پیدائشی لحاظ سے معصوم ہوتا ہے مگر عیسائیت اسے موروثی گناہ میں ملوث بتاتی ہے۔ جس سے نجات کی صورت کفارہ جیسی غیر طبعی صورت بتائی جاتی ہے

اسلام نے انسان کی قدر ومنزلت کا ایک پہلو یہ بھی بتایا ہے کہ خدا تعالےٰ نے اسے سب مخلوق پر تسلط عطا کیا اور کل کائنات عالم کو اس کا غلام وخادم اور اسے اس پر غالب کر دیا ہے۔ فرمایا وَسَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کہ ہم نے اسے تمام آسمانوں اور زمین کی چیزوں پر تسلط عطا کیا۔ اور ان کو اس کی خدمت میں لگا دیا ہے۔ گویا ظاہری وروحانی دونوں طور پر وہ ان پر فوقیت رکھتا ہے

اب رہ گئی سیاست۔ تو اسلام نے عیسائیت سے بڑھ کر تعلیم دی ہے فرمایا وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ کہ تم اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اور ان حکام کی بھی اطاعت کرو جو تم پر اللہ کی طرف سے مقرر کئے گئے ہیں۔ اور صاحب اختیار ہیں۔ حضرت مسیح نے صرف اتنا ہی فرمایا ہے کہ تم دوسرے کا حق ادا کرو۔ خدا کا بھی اور حکومتِ وقت کا بھی۔ مگر اسلام نے زیادہ وضاحت سے بتایا ہے کہ حقوق کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ، اللہ اور حکام کی اطاعت کے ساتھ اس کے رسول کی بھی اطاعت کرو۔ اور اس طرح اس ناقص تعلیم کو مکمل کر کے دکھایا ہے اور پھر متبعین اسلام نے اس پر عمل بھی کیا ہے اور اب بھی جماعت احمدیہ اس زریں اصول کو اپنا کر اس پر عمل کر رہی ہے۔ اور امن کے قیام کے لئے مدد دے رہی ہے۔ وہ حقوق بھی ادا کرتی ہے اور کامل اطاعت کا نمونہ بھی پیش کر رہی ہے

حضرت مسیح علیہ السلام نے غیر اقوام کی اطاعت کی کبھی تلقین نہ فرمائی تھی بلکہ بعض پیشگوئیوں سے مغالطہ کھا کر رومی حکومت سے اپنی قوم کو چھڑانے اور اپنی بادشاہت قائم کرنے کے لئے اپنے کپڑے بیچ کر ہتھیار خریدنے کے لئے اپنے حواریوں کو حکم دے دیا تھا لیکن بعد میں اپنی غلطی محسوس کر کے فرمایا کہ میری بادشاہی آسمانی ہے نہ کہ زمینی۔

(باقی آئندہ)

پنجاب میں جنت ——— احمدیہ محلہ قادیان

از قلم ڈاکٹر گیان سنگھ صاحب مسکین پردھان پنجابی سبھا ترسکہ امرتسر

پارٹیشن کے بعد جب کہ پنجاب کے تمام شہر مسلمانوں سے خالی ہوگئے تھے یہ محض اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ اس نے قادیان کی مقدس بستی کو ایک فعال اور منظم مرکز کی حیثیت سے آباد رکھا۔ اس دوران میں قرب وجوار اور بیرونجات کے ہزاروں بااثر اور مقتدر مسلم اور غیر مسلم اصحاب محض اس غرض سے قادیان آئے کہ وہ جماعت احمدیہ سے متعارف ہوں اور اس کے دائمی مرکز کو بچشم خود دیکھ سکیں

اس قسم کے زائرین نے مختلف مواقع پر جماعت احمدیہ اور اس کے فعّال مرکز قادیان کے تئیں اپنے عقیدتمندانہ اور خوش کن تاثرات کا مختلف طریقوں سے اظہار بھی کیا۔ زیر نظر مضمون بھی اسی نوعیت کے ایک پنجابی مضمون بعنوان "پنجاب وِچ جنت" کا اردو ترجمہ ہے۔ امید ہے کہ یہ مضمون قارئین کے لئے دلچسپی اور ازدیادِ ایمان کا موجب ہوگا۔ ——— ایڈیٹر

"مغل خاندان کے بادشاہ جہانگیر نے اپنی کتاب "تزک جہانگیری" میں لکھا ہے کہ کشمیر کے خوبصورت اور دل کو موہ لینے والے خطہ کو آسمان سے نازل شدہ جنت کا خطاب دیا گیا ہے۔ جس نے بھی ایک بار اس جنت کو دیکھا اس کا دل ہر سال ہی اس کو دیکھنے کے لئے بیتاب رہتا ہے۔

لیکن اگر آپ نے اس جنت (یعنی کشمیر) کے دیدار ابھی تک اپنی گھریلو مصروفیات کے باعث نہ کئے ہوں تو ترسکہ سے تیس چالیس میل کی دوری پر آسمان سے اتری ہوئی جنت کو دیکھ سکتے ہیں اور وہ ہے قادیان

مجھے ایک روز اس خوبصورت جنت کو دیکھنے کا موقع میسر آیا۔ میں ترسکہ سے ہرگوبندپورہ اور ہرچووال ہوتا ہوا فردوس نما قصبہ قادیان میں پہنچا بس سے اتر کر میں ایک فوٹوگرافر کی دوکان پر کھڑا ہوگیا جس کا مالک ایک ہندو تھا۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ بابوجی! احمدیہ جماعت کا دفتر کہاں ہے۔؟ اس نے جھٹ بہت ہی پیار سے سڑک پر کھڑے ہوکر کہا کہ یہ بازار سیدھا احمدیہ چوک کو جائے گا۔ میں اس کے بتائے ہوئے راستہ پر چل پڑا۔ راستہ میں مجھے ایک سکھ دوست ملے۔ میں نے انہیں ست سری اکال بلاکر دریافت کیا کہ احمدیہ جماعت کا دفتر کس طرف ہے؟ سردار جی نے بڑے پیار سے جواب دیا کہ کاکا جی! احمدیہ چوک یہاں سے کوئی بیس پچیس قدم پر ہے۔ وہاں پہنچ کر آپ کسی بھی مسلمان سے احمدیہ دفتر کے بارہ میں دریافت کر لیں۔ سو میں جلدی جلدی احمدیہ چوک میں جا پہنچا۔ ایک مسلمان دوکاندار کو السلام علیکم کہا اور اس سے احمدیہ دفتر کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے بڑے ہی پیار سے مجھے اپنی دکان پر بٹھا لیا۔ اور دریافت کیا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں۔ جس پر میں نے جواب دیا کہ میں ضلع امرتسر سے آرہا ہوں ان کے میٹھے اور پیارے الفاظ کا میرے دل پر بہت اچھا اثر پڑا۔ اتنی دیر میں ادھر سے ایک چھوٹا سا بچہ گزرا جسے انہوں نے میرے ساتھ بھجوا دیا۔ اور اس لڑکے نے مجھے احمدیہ دفتر میں پہنچا دیا۔

دفتر والوں نے جماعت کے بارے میں میری راہنمائی کی اور سری گورو نانک اور سری گورو گوبند جی مہاراج کے کلام میں سے مثالیں دے کر اس بات کو میرے ذہن نشین کروایا کہ سب روحانی لوگ انسانوں کا تعلق اللہ تعالےٰ سے کرواتے آئے ہیں۔ اس کے بعد میں نے مینار دیکھا۔ دفتر والوں کے نیک برتاؤ کا بھی میرے دل پر بہت اچھا اثر پڑا۔ میرا چاہتا تھا کہ ان سے دیر تک گفتگو کرتا رہوں مگر وقت کی قلت کے باعث میں ایسا کرنے سے محروم رہا۔

اس کے بعد مجھے جنت (بہشتی مقبرہ) دیکھنے کا موقع ملا۔ قادیان کے کرمچاریوں نے مجھے بہت ہی پیار کیا جس سے میرا دل باغ باغ ہوگیا۔ میں یوں محسوس کر رہا تھا جیسے میں واقعی جنت میں گھوم رہا ہوں۔

اس کے بعد میں احمدیہ جماعت کے مہمان خانہ میں آیا۔ لنگرخانہ کے کارکنان نے بھی میرے ساتھ جو نیک برتاؤ کیا اس کے نقوش بھی میرے دل پر ابھی تک موجود ہیں۔

مولوی بشیر احمد صاحب کی خوش خلقی بھی میرے دل پر اثر انداز ہوئے بغیر نہیں رہ سکی۔ مہمانخانہ میں مجھے ایک کمرہ دے دیا گیا جس میں بجلی کی لائٹ اور پنکھے وغیرہ کا خاطرخواہ انتظام تھا رات کو کھانے وغیرہ سے میری تواضع کی گئی۔

جماعتِ احمدیہ کے کارکنان کے میٹھے الفاظ اور ان کے نیک برتاؤ کا ... میرے دل میں بار بار ... رہا ہے میں محسوس کرتا ہوں کہ

قادیان درحقیقت جنت

ہے۔ اور اس میں رہائش رکھنے والے تمام احمدی دیوتے (فرشتے) ہیں۔"

نوٹ:- مہربانی کرکے میری اس تحریر کا اردو ترجمہ کرکے اخبار بدر میں شائع کرکے ممنون فرمادیں

ڈاکٹر گیان سنگھ مسکین
پردھان پنجابی سبھا
ترسکہ - امرتسر

تملوک ضلع مدناپور کے جلسہ میں احمدی مقررین کی تقاریر

کلکتہ سے قریباً پچاس میل کے فاصلہ پر ضلع مدناپور میں تملوک ایک مقام ہے۔ وہاں کے غیر احمدی دوستوں نے خواہش کی کہ ان کے جلسہ میں جو ۲۶ر جون کو منعقد ہونے والا ہے احمدی حضرات تقاریر کریں۔ اور اپنے عقاید کو پیش کریں

چنانچہ اس جلسہ میں حصہ لینے کے لئے خاکسار مع ماسٹر مشرق علی صاحب ایم اے اور حافظ بلال محمد صاحب وہاں گیا۔ بعد نماز مغرب جلسہ منعقد ہوا۔ اردگرد کے دیہات سے کافی غیر احمدی دوست بھی جلسہ میں شرکت کے لئے آئے تھے۔ اس جلسہ میں خاکسار، ماسٹر مشرق علی صاحب اور مولوی بلال محمد صاحب نے سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم اور صداقت احمدیت پر قریباً ۲½ گھنٹے تقاریر کیں۔ جو توجہ اور دلچسپی سے سنی گئیں۔ اور جلسہ کے اختتام پر جماعت کا لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ مقامی غیر احمدی معزز دوستوں نے ہمارے قیام وطعام کا انتظام کیا۔ اور لٹریچر کے تقسیم کرنے میں تعاون کیا۔ اس مقام پر کوئی احمدی دوست نہیں احباب دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ وہاں ایک جماعت قائم کردے۔ آمین ثم آمین

خاکسار شریف احمد امینی مبلغ انچارج صوبہ بنگال و اڑیسہ

اعلانِ نکاح

مورخہ ۱۷ر وفا کو بعد نماز عصر مسجد مبارک قادیان میں مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل نے خاکسار کے برادر نسبتی مکرم شریف احمد صاحب ابن مکرم ماسٹر عبدالرزاق صاحب کا نکاح بستاں بانو صاحبہ بنت مکرم محمد خضر صاحب آف بھدرواہ کے ہمراہ بعوض ۳۰۰۰ تین ہزار روپیے حق مہر پڑھا احباب سے اس رشتہ کے بابرکت ہونے اور خیر ثمرات حسنہ ہونے کے لئے درد مندانہ دعاؤں کی درخواست ہے۔ خاکسار جلال الدین نیر انسپکٹر بیت المال قادیان

یکم اگست سے اخبار بدر کے سالانہ چندہ میں اضافہ

بڑھتی ہوئی گرانی اور ہر چیز کی قیمتوں میں اضافہ کے پیش نظر صدر انجمن احمدیہ قادیان نے اخبار بدر کے سالانہ چندہ کی شرح یکم اگست سے آٹھ روپے سے بڑھاکر دس روپے کر دی ہے۔ ممالک بیرون سے ۲۰ روپے سالانہ۔ اس لئے آئندہ جملہ خریدار حضرات اسی حساب سے اپنے چندہ کی ترسیل کریں۔

مینیجر بدر

منقولات

احساسِ زیاں بھی ختم!

اس عنوان سے روزنامہ الجمعیۃ دہلی مجریہ ۱۰ رجولائی ۱۹۶۹ء میں اس وقت مسلمانوں کی بے عملی کی چند مثالیں درج کی گئی ہیں۔ جن کے ضروری اقتباسات ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں۔ اس بارہ میں ہمارا تبصرہ دوسری جگہ ملاحظہ فرمایا جاوے ——— ایڈیٹر

فاضل مدیر لکھتے ہیں :-

"یہ سوال تو ہر وقت ہمارے سامنے ہے کہ مسلمانوں پر کیا بیت رہی ہے ... اصل سوال یہ ہے کہ خود مسلمانوں کا فکر وعمل کیا ہے۔ وہ سب کچھ دیکھنے کے بعد اپنے آپ کو کس مقام پر پاتے ہیں۔ اگر یہ بات ہوتی کہ مسلمان شعوری احساس کے ساتھ اپنے نقصانات کی تلافی کے لئے حرکت کرتے رہتے اور بگاڑ کے ساتھ بناؤ پر توجہ دیتے تو سمجھا جاتا کہ ملّت کچھ کھو رہی ہے تو کچھ حاصل بھی کر رہی ہے۔ مگر جہاں زیاں ہی زیاں ہو۔ اور احساسِ زیاں بھی جاتا رہے تو پھر آگے سوالات کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے ...."

" ان میں ایک گروہ ایسا ہے جو زیاں کاری کا احساس کرنا گناہ سمجھتا ہے۔ یہ گروہ جب حالاتِ حاضرہ کی نزاکتوں سے باخبر کیا جاتا ہے تو وہ بڑی خاموشی کے ساتھ تمام باتیں سنتا ہے۔ اور پھر یہ کہتے ہوئے دامن جھاڑ کر کھڑا ہو جاتا ہے کہ انشاء اللہ مظلوموں کی ضرور سُنی جائے گی اور ظالم اپنے کیفرِ کردار کو ضرور پہنچیں گے ......

..... اس گروہ کو کون سمجھائے کہ اس نے حرکت وعمل اور تلافی کے لمحات میں خدا کے نام سے کیسا غلط فائدہ اٹھایا ہے یعنی اس نے اپنی بے عملی کے لئے خدا کے نام کا سہارا لیا۔ اور اپنے دل کو جھوٹی تسلی دی۔"

"بہت سے مسلمان ایسے ملیں گے جن کو اپنے مستقبل کی ذرہ بھر بھی فکر نہیں ...... (ان میں سے ایک) صاحب بولے ہم تو جانتے ہیں کہ خدا کے حکم کے بغیر پتہ بھی نہیں ہلتا۔ خدا جو چاہے گا وہ ہوگا۔ اس کی مرضی میں کوئی دخل نہیں دے سکتا۔ .... مگر معلوم ہے کہ حضورؐ نے کبھی خدا کا نام بے محل اور بے مصرف استعمال نہیں کیا۔ اور اپنی بے عملی کے لئے (معاذ اللہ) خدا کی مرضی کو آڑ نہیں بنایا۔ ایسے وقت میں جب کہ اپنے بچاؤ کے لئے جان کی بازی لگا دینی پڑتی ہے خدا کو درمیان میں لا کر ہاتھ پیر چھوڑ دینا مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ کا مصداق ہے۔"

" مسلمانوں میں ایک جماعت جس کی قدر ہم بھی کرتے ہیں اگر جماعت کے لوگوں سے کہا جائے کہ فلاں جگہ مظلوم مسلمانوں کو امداد پہنچانی چاہیئے۔ زخمیوں کی دیکھ بھال کرنی چاہیئے۔ مرنے والوں اور زخمیوں کے گھروں کی خبر لینی چاہیئے تو ان کا جواب یہ ہوگا کہ ہم سیاست میں نہیں پڑتے مظلوموں کی مدد کرنا بھی سیاست ہے۔ البتہ یہ لوگ مسجدوں کے کونوں میں بیٹھ کر وظیفے پڑھیں گے کہ ہم اپنی اصلاح چاہتے ہیں۔ حالانکہ اسلام میں انفرادی نجات کا کوئی تصور نہیں۔ اسلام اجتماعی نجات چاہتا ہے۔ ہر نماز میں ہر مسلمان کو اِھدِنَا پڑھنا پڑتا ہے۔ یعنی ہم سب کو ہدایت فرما۔ اِھدِنِی (مجھے ہدایت دے) کوئی نہیں پڑھتا۔ ہم جب دعا کریں گے تو رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا کے ساتھ۔ یعنی ہم سب کی حفاظت کر اور ہم سب کی بخشش فرما۔ غرض انفرادی نجات کا تصور ہی غلط ہے اور یہ خیال غلط در غلط کہ مسلمانوں کی خدمت کرنا سیاست میں داخل ہے۔

ایک صاحب نے تو غضب ہی کر دیا۔ جب مئو ناتھ بھنجن کے فسادات کی تفصیلات ایک رپورٹ میں پڑھیں تو فرمانے لگے "جب کوئی مجدد آئے گا تو کام درست ہوں گے۔ خواہ کتنی ہی کوشش کر لو! مسلمانوں کو ان کے گناہوں کی سزا ضرور مل کر رہے گی۔" یہ کہتے ہی اطمینان کی بجلی ان کے تمام چہرہ پر کوند گئی۔ گویا پوری ملّت کا علاج دریافت ہو گیا۔ فرمائیے جب مسلمانوں کے دماغوں میں یہ خیالات کارفرما ہوں تو مریضِ جاں بلب سے کیا امید کی جا سکتی ہے

(روزنامہ الجمعیۃ دہلی ۱۰ رجولائی ۱۹۶۹ء ص۳)

درخواستِ دعا:- خاکسار عرصہ ایک ماہ سے بعارضہ خرابیٔ گردہ صاحبِ فراش ہے۔ جملہ احباب جماعت کی خدمت میں کامل وعاجل شفایابی کے لئے دردمندانہ دعاؤں کا ملتجی ہوں خاکسار غلام محمد خان صدر جماعت احمدیہ زدر کشمیر

وصیّت

نمبر ۱۳۷۵۴ - منکہ وزیرن بی بی بیوہ یوسف محمد صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ کاشتکار عمر ۵۴ سال پیدائشی احمدی ساکن کرڑاپلی ڈاکخانہ تگریا ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۶۹-۱-۴ کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:-

میری اس وقت منقولہ وغیر منقولہ جائداد مندرجہ ذیل ہے :- (۱) نقد ۸۰ روپے (۲) سونا دو تولہ چار ماشہ جس کی قیمت اس وقت ۸۰۴ روپیہ ہے (۳) چاندی سولہ تولہ جس کی قیمت ۶۴ روپیہ ہے۔ کل میزان ۱۳۵۲ روپیہ ہے۔ میں اپنی جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں میری وفات کے وقت میری جو جائداد ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میری کوئی رقم زیادہ ہوگی تو میں اس کی اطلاع صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیتی رہونگی اور کوشش کرتی رہوں گی کہ کسی طرح میری زندگی میں حصہ جائداد ادا کردوں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

الامۃ نشان انگوٹھا وزیرن بی بی۔ گواہ شد شیخ جمعہ کرڑاپلی ڈاکخانہ تگریا۔ ضلع کٹک اڑیسہ گواہ شد ایم شمس الحق معلم مدرسہ احمدیہ تیکال براستہ تگریا ضلع کٹک اڑیسہ

یہ موصی اپنی وصیّتوں کو منسوخ ہونے سے بچائیں

مندرجہ ذیل دو موصیوں کی طرف سے ایک لمبے عرصہ سے نہ تو حصہ آمد کا کوئی چندہ آرہا ہے اور نہ وصیت کے سلسلہ میں دفتر ہذا سے کوئی خط وکتابت ہے۔ ان کے سابقہ پتوں پر دفتر ہذا کی طرف سے جو خطوط بھجوائے جاتے ہیں ان کا بھی جواب نہیں آتا۔ اور ان کے ذمہ غیر معمولی بقایا ہے۔ ان موصیوں سے درخواست ہے کہ وہ اپنی وصیتوں کی پیروی کریں اور گزشتہ عرصہ کا چندہ بھی ارسال کریں۔ اس اعلان کی اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اندر اگر انہوں نے اپنی اپنی وصیت کی پیروی نہ کی اور دفتر ہذا سے رابطہ قائم نہ کیا تو ان کی وصیتیں منسوخی کے لئے مجلس کارپرداز کے سامنے پیش کر دی جائیں گی۔

۱۔ مولوی محمد ولی الدین صاحب ولد محمد بشیر الدین صاحب ساکن وڈمان آندھرا (یہ قادیان میں پڑھتے رہے ہیں۔) وصیت نمبر ۱۳۲۴۸

۲۔ اے ایم محمد عثمان صاحب کویا۔ وصیت نمبر ۱۳۲۵۲ (یہ پہلے یادگیر میں تھے اور بعد میں معلوم ہوا تھا کہ حیدرآباد چلے گئے ہیں)

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

ابھی اور معلمین وقفِ جدید کی ضرورت ہے

تبلیغِ اسلام کو تیز سے تیز تر کرنے اور جملہ مسلمانوں میں تعلیم وتربیت کے کام کو وسیع کرنے کے لئے وقفِ جدید کے ذریعہ جو کام ہو رہا ہے اس میں مزید توسیع کے لئے ایسے چند نوجوان یا ادھیڑ عمر کے واقفین کی ضرورت ہے جن میں خدمتِ دین کا شوق ہو اور اسلامی تعلیم سے واقفیت رکھتے ہوں اور مرکز کے حکم پر ہندوستان کے کسی بھی علاقہ میں کام کرنے کو تیار ہوں۔

منظور کردہ معیار کے مطابق ایسے احباب کم از کم میٹرک یا مڈل پاس ہوں۔ اردو لکھنا پڑھنا جانتے ہوں۔ وقف منظور ہونے پر کچھ عرصہ مرکز میں یا کسی مبلغ کے ساتھ ٹریننگ میں کامیاب ہونے پر ۹۰-۴-۱۳۰ کے گریڈ میں ماہوار گزارہ دیا جائے گا۔

جو احباب خدمتِ دین کے لئے اپنے آپ کو وقف کرنا چاہیں وہ اپنی درخواستیں مع کوائفِ تعلیمی اور خدمتِ سلسلہ کے سابقہ تجربہ کے صدر جماعت کی تصدیق کے ساتھ بھجوا دیں مہربانی کرکے امراء وصدر صاحبان۔ مبلغین ومعلمین کرام اپنی اپنی جماعتوں میں وقف کی طرف سے دوستوں کو تحریک بھی کریں

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

درخواستِ دعا:- میرے بڑے لڑکے عزیز شاہد کریم سلمہ کو تقریباً چار سال سے شب کوری کی شکایت ہے۔ ڈاکٹر والے نے بعد معائنہ حالت تشویشناک بتائی ہے۔ احباب سے عزیز کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے خاکسار سیٹھ عبدالکریم احمدی - مونگھیر - بہار

مغربی ممالک میں اشاعت و تبلیغ اسلام کی کامیاب مساعی

(بقیہ صفحہ اوّل)

ایسی تیاری دیکھ کر آیا ہوں کہ میں سمجھتا ہوں اسلام اور عیسائیت کی آئندہ جنگ جس میں یہ فیصلہ ہوگا کہ اب اسلام زندہ رہے یا عیسائیت ـــ وہ کہیں اور نہیں لڑی جائے گی۔ بلکہ قادیان کے قصبہ میں لڑی جائیگی!"

(تاریخ احمدیت جلد پنجم ص۲۰۹ بحوالہ تفسیر کبیر سورۃ الکوثر)

جماعت کی تبلیغی وسعت

یہ امر محتاج بیان نہیں کہ جماعتِ احمدیہ ایک عرصہ سے نئی اور پُرانی دنیا میں اشاعتِ اسلام کے لئے برسرِ پیکار ہے۔ اس کے ذرائع محدود ہی سہی مگر اس نے اسلام کا پیغام اقصائے عالم میں پہنچانے کے لئے وہ کام کیا ہے جس کی نظیر کسی اور اسلامی تنظیم میں ملنی محال ہے۔ کوئی تنظیم تو الگ رہی ساری دنیا کے ۶۵ کروڑ مسلمان مل کر بھی اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ اس چھوٹی سی جماعت نے خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی دی ہوئی توفیق سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ اور آپؐ کے خادم حضرت مسیح پاک کی برکت سے لاکھوں تشنہ لب رُوحوں تک اسلام کے چشمۂ حیات کو وسیع کیا۔ اور دنیا کے مختلف حصّوں، کیا یورپ اور کیا ایشیا، کیا امریکہ اور کیا افریقہ اور دُور دراز جزائر تک خدا کے گھروں کو بنایا اور آباد کیا۔ جہاں سے روزانہ اَللّٰہُ اَکْبَر کی صدا توحید کا پیغام لئے بلند ہوتی ہے اور نومسلمین محبت اور شوق کے جذبات کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مُطاع اور خدا کے محبوب سرورِ کونین ؐ کے حضور عقیدت کے پھول پیش کرتے اور آپؐ پر درود بھیجتے ہیں۔

جماعتِ احمدیہ نے اپنے محدود ذرائع کے باوجود یورپ۔ ایشیا اور افریقہ کی مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم اور تفاسیر شائع کرکے اس عظیم خلاء کو پُر کیا اور اسلام کی ایسی خدمت انجام دی ہے جس کی نظیر پہلے نہیں ملتی۔

آج جماعتِ احمدیہ دنیا کے کناروں تک پھیل گئی ہے۔ اور عیسائیت پر ایک ایسی کاری ضرب لگا چکی ہے کہ جس سے دشمن بوکھلا سا گیا ہے۔ ممالکِ غیر میں اس وقت یکصد سے زیادہ جماعت کے اہم تبلیغی مراکز ہیں۔ سکول ہیں۔ ہسپتال ہیں۔ مختلف زبانوں میں باقاعدہ شائع ہونے والے مجلّے اور رسالے ہیں۔ پھر ان مراکز میں سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں ملکی اور غیر ملکی مجاہدین ہیں جو اسلام پر حملوں کے خلاف نبرد آزما ہیں۔ دنیا اس وقت اسلام کے بارے میں سخت غلط فہمیوں میں مبتلا ہے۔ اسلام کا تصوّر اُن کے نزدیک اس قدر گھناؤنا ہے کہ وہ کسی مسلمان سے سلام کرنے یا اس کے قریب جانے کے روادار نہیں، کجا یہ کہ وہ اسلام کو بطور مذہب کے اپنالیں۔

تبلیغی مصروفیات

آج یورپ اپنی تہذیب و تمدن۔ سائنس اور ٹیکنالوجی۔ دولت اور عیش کے نشہ میں اس طرح مگن ہے کہ ایسے معاشرہ میں سے کسی ایک فرد کا بھی اسلام کی آغوش میں رُوح کی تسکین کا سامان تلاش کرنے کی خواہش کرنا ایک معجزہ سے کم نہیں ـــ خصوصاً ـــ جبکہ ان کے دِلوں میں اسلام کے متعلق نفرت کے جذبات اپنی انتہا کو پہنچے ہوئے ہوں۔

پس مغرب میں اسلام کی اشاعت کے لئے اوّلین امر یہ ہے کہ اُن لوگوں کی غلط فہمیوں کو دُور کرکے ان کے نفرت کے جذبات کو محبت اور ہمدردی میں تبدیل کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس مقصد کے حصول میں ہماری جماعت کو خاطر خواہ کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔ لوگ آہستہ آہستہ اس طرف مائل ہو رہے ہیں کہ وہ ہماری باتوں کو سُنیں اور اپنے پُرانے خیالات میں تبدیلی پیدا کریں۔

یورپ میں ہماری مصروفیات جو لیکچرز دینے سے تعلق رکھتی ہیں آخری سالوں میں بہت بڑھ چکی ہیں۔ اب ہالینڈ ہی کو لے لیا جائے تو اس چھوٹے سے ملک میں مختلف تنظیموں۔ سکولوں۔ کالجوں اور چرچ کے ساتھ تعلق رکھنے والے مختلف گروہوں کی طرف سے لیکچروں کی اس قدر مانگ ہے کہ کبھی کم ہی کوئی ایسا ہفتہ گزرتا ہے کہ اسلام پر ہماری طرف سے کوئی لیکچر نہ ہو۔ بلکہ بعض دفعہ ہفتہ میں دو دو۔ تین تین لیکچر ملک کے دُور دراز حصّوں میں دینے کی توفیق ملتی ہے ـــ بسا اوقات ایسا بھی ہُوا ہے کہ شوق رکھنے والے گروہ دُور دراز کا سفر طے کرکے خود مسجد میں آجاتے ہیں، اور ان کی خواہش ہوتی ہے کہ انہیں اسلام پر تفصیلی معلومات دی جائیں۔ چنانچہ یورپ کی مسجدوں میں کثرت سے لیکچرز ہوتے ہیں۔ اور سوال و جواب اور تبادلۂ خیالات کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ ایسے آنے والوں کی ایک خاصی تعداد لٹریچر خرید کرلے جاتی ہے جسے وہ گھر جاکر اطمینان سے مطالعہ کرتے ہیں۔ مشن سے خط و کتابت کرتے ہیں۔ اور اس طرح ان کا یہ تعلق قریب تر ہوتا چلا جاتا ہے جو بعض دفعہ اُن کے حلقہ بگوشِ اسلام ہونے کی صورت میں رُونما ہو جاتا ہے۔ مگر یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی دی ہوئی توفیق پر منحصر ہے۔

تبلیغی لحاظ سے آج کل پریس۔ ریڈیو اور ٹیلیویژن کے ذرائع ہمارے کام میں بفضلہٖ تعالیٰ بہت مفید اور کارگر ثابت ہو رہے ہیں۔ ان ذرائع سے بعض اوقات ایک ہی دفعہ میں اسلام کا پیغام لاکھوں اور کروڑوں تک پہنچ جاتا ہے۔

(باقی)

اِدَارِیَّہ .... بقیہ صفحہ نمبر ۲

قدرتِ حق نے اس کو امامِ وقت بنایا۔ وہی امتِ مسلمہ کی گاڑی کا انجن ہے۔ اُسی کو قدرتِ حق نے قوّتِ جذب دی ہے۔ اُسی کے ساتھ جڑ کر منزل پر پہنچنے کی توقع ہو سکتی ہے۔ اس سے الگ تھلگ رہنے میں زیاں ہی زیاں ہے ـــ!!

جو شخص ہماری اِن باتوں پر تدبّر کی نگاہ کرے گا وہ جماعتِ احمدیہ کے عملی کام، اس کی شاندار تنظیم اور افرادِ جماعت کے باعمل ہونے اور عملی میدان میں قابلِ ذکر کردار پیش کرنے کی صدہا مثالیں دیکھے گا۔ پس ایسے نازک حالات میں مسلمانوں کی بے عملی اور بے حسی کی حالت کو بدلنے کا واحد ذریعہ اسی زندہ شخصیت کے ساتھ وابستگی ہے جسے اس زمانہ میں اِسی غرض سے بھیجا گیا ـــ!!

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ۔

منظوری قائدین مجالس خدام الاحمدیہ بھارت

مندرجہ ذیل مجالس خدام الاحمدیہ کے انتخاب کی از ماہ ہجرت ۱۳۴۷ ہش مطابق مئی ۱۹۶۸ء تا ماہ شہادت ۱۳۵۰ ہش مطابق اپریل ۱۹۷۱ء کے لئے منظوری دی جاچکی ہے۔ یہ دُوسری قِسط ہے۔ یعنی ابھی تک بقیہ مجالس خدام الاحمدیہ بھارت کی طرف سے انتخاب موصول نہیں ہوئے۔ اس لئے بذریعہ اعلانِ ہذا توجہ دلائی جاتی ہے کہ جلد از جلد بقیہ مجالس، قائد کا انتخاب کرکے دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان سے منظوری حاصل کرلیں۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

نمبر شمار	نام مجلس خدام الاحمدیہ	منظور شدہ قائد برائے ۵۰ - ۱۳۴۷ ہش مطابق ۷۱ - ۱۹۶۸ء
۱	کلکتہ	مکرم ماسٹر مشرف علی صاحب ایم۔ اے۔
۲	ہُبلی	ر دادا بھائی صاحب میرجی۔
۳	کالیکٹ	ر ایم۔ پی کوٹیٹی صاحب۔
۴	تیماپور	ر قریشی محمد عبد اللہ صاحب۔
۵	بمبئی	ر یونس پرویز صاحب۔
۶	سملیہ	ر ظہیر الدین صاحب۔
۷	کروناگاپلی	ر پی۔ ایچ۔ عبد الواحد صاحب۔
۸	نرگاڈوں	ر آدم خان صاحب۔

اِعلان!

احبابِ جماعت کی آگاہی کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ آف دیودرگ کو مرکزی احکامات کی خلاف ورزی کرنے اور مرکزی مقامی عہدیداران جماعت کے خلاف غلط پروپیگنڈا کرنے کی وجہ سے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اخراج از جماعت کی سزا دی ہے۔ تمام احبابِ جماعت اس امر سے آگاہ رہیں۔

ناظر امورِ عامہ قادیان

خُدا کا فضل ہونے کو ہے محمودؔ! تغیّر ہو رہا ہے آسماں میں!

(المصلح الموعودؓ)

جماعتِ احمدیہ وہ بیج ہے جو خدا نے اپنے ہاتھ سے بویا ہے۔ خدا فرماتا ہے:۔

"یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت بن جائے گا۔"

مگر اے بھائیو! اس کے ساتھ خدا کی یہ بھی سنّت ہے کہ:۔

"لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ یعنی تم حقیقی نیکی کو جو نجات تک پہنچاتی ہے ہرگز نہیں پا سکتے۔ بجز اس کے کہ تم خدا تعالےٰ کی راہ میں وہ مال اور چیزیں خرچ کرو جو تمہاری پیاری ہیں۔" (فتح اسلام صفحہ ۵۸)

پس اب آپ خود محاسبہ فرمالیں کہ وہ تیاری اور تغیّر جو آسمان پر ہو رہا ہے اس میں آپ کا کہاں تک حصّہ ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ تغیّر اب صرف زمینی تغیّر کے انتظار میں ہے تا وہ لوگ جنہوں نے اپنے امام کے ہاتھ پر یہ عہد کیا ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے کہاں تک پورے اُتر رہے ہیں۔ —— پس اگر آپ:۔

(۱) خدا اور اس کے رسُول کی محبّت کی خاطر اپنی آمدنی کا دسواں حصّہ بھی بخوشی نہیں دیتے تو آپ کے لئے لمحۂ فکریہ ہے۔

(۲) اگر آپ کے دل میں اپنے مقدس مرکز کی مشکلات کے وقت درد اور بے چینی پیدا نہیں ہوتی تو آپ کے لئے لمحۂ فکریہ ہے۔

(۳) اگر آپ نے کبھی یہ بھی نہیں سوچا کہ وہ خدا جس نے آپ کو سب کچھ دیا ہے اس کے لئے آپ معمولی اور حقیر قربانی بھی وقت اور تواتر کے ساتھ نہیں کرتے تو آپ خدا کو کیا منہ دکھلائیں گے؟

(۴) اگر آپ کے دل میں اپنے امام ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آواز پر قربان ہونے کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا تو آپ اپنا محاسبہ کریں۔ مبادا آپ کے ذمہ چندہ عام۔ چندہ جلسہ سالانہ۔ چندہ تحریکِ جدید اور درویش فنڈ ایک عرصہ سے چلے آ رہے ہوں۔

نظارت بیت المال اس سال سہ ماہیٔ اوّل گذرنے پر ثواب میں شامل ہونے کے لئے آپ کو یاد دہانی کروا رہی ہے۔

—— وگرنہ ——

ایک مخلص احمدی کا دِل اور کان ہمیشہ مرکز کی طرف لگے رہتے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

وقفِ جدید کے چندہ کے متعلق ایک نہایت ضروری ہدایت

بنک ڈرافٹ کے علاوہ دفتر وقفِ جدید کو براہِ راست تفصیل بھجوائیں

ایک نہایت ہی ضروری امر جو جماعتوں کے اُمراء اور صدر صاحبان اور سیکرٹریانِ مال اور سیکرٹریانِ وقفِ جدید کے نوٹس میں لانا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ بعض جماعتیں اپنا چندہ بذریعہ بنک ڈرافٹ یا چیک افسر خزانہ کے نام ارسال کرتی ہیں مگر وہ دفتر وقفِ جدید کو براہِ راست اس امر کی اطلاع نہیں کرتیں کہ انہوں نے فلاں تاریخ کو یہ ڈرافٹ بھجوایا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انہیں دفتر کی طرف سے یاد دہانیاں جاتی رہتی ہیں کہ آپ کا چندہ وقفِ جدید موصول نہیں ہُوا۔ اُدھر جماعتوں کی طرف سے عموماً یاد دہانیوں کا کوئی جواب نہیں آتا۔ غالباً اس خیال کے پیشِ نظر کہ وہ سمجھتی ہیں کہ ہم نے بنک ڈرافٹ یا چیک اور اس کی تفصیل بھجوادی ہے اور وہ متعلقہ دفتر کو مل چکی ہوگی۔ اس لئے جواب دینے کی ضرورت نہیں۔

یہ طریق صحیح نہیں۔ ہماری جماعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے وسعت اختیار کرتی جارہی ہے اور متعلقہ شعبوں کو مختلف کوائف کی ضرورت ہوتی ہے۔ جن کا بروقت اندراج ضروری ہوتا ہے اگر اندراج بروقت نہ ہو تو خود جماعتوں کے افراد شکوہ کرتے ہیں کہ ان کی رقوم کا صحیح اندراج نہیں ہُوا۔

لہذا یہ نہایت ضروری ہدایت نوٹ کی جائے کہ جب صدر صاحبان یا سیکرٹری وقفِ جدید بذریعہ بنک ڈرافٹ یا چیک اپنا چندہ بھجوائیں تو ڈرافٹ کے علاوہ ایک علیحدہ لفافے میں اس رقم کی تفصیل دفتر وقفِ جدید میں ارسال فرمادیں۔ جس میں یہ صراحت ہو کہ فلاں صاحب کی اس قدر رقم بھیجی گئی ہے۔ اس صورت میں فائدہ یہ ہوگا کہ دفتر ایسی جماعتوں کو یاد دہانی نہیں بھیجے گا اور ڈرافٹ کے موصول ہوتے ہی فوراً ایسے اصحاب کے نام کے سامنے ان کی رقوم کا اندراج ہوجایا کرے گا۔ اِنْشَاءَ اللّٰہُ الْعَزِیْز۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

جلسہ سالانہ قادیان

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری اور اجازت سے اٹھترویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کی تاریخیں ۱۸-۱۹-۲۰ فتح ۱۳۴۸ ہش یعنی ۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر ۱۹۶۹ء رکھی گئی ہیں۔

جملہ پریذیڈنٹس امراء۔ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ اور مبلغین سے درخواست ہے کہ احباب کو جلسہ سالانہ قادیان کی مذکورہ تاریخوں سے مطلع کیا جائے تاکہ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں شمولیت کرکے اس عظیم الشان روحانی اجتماع کی برکات سے مستفید ہوسکیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

یہ مت خیال فرمائیے

کہ آپ کو اپنی کار یا ٹرک کے لئے اپنے شہر سے کوئی پرزہ نہیں مل سکتا۔ اور یہ پُرزہ نایاب ہوچکا ہے۔ آپ فوری طور پر ہمیں لکھئے، یا فون یا ٹیلیگرام کے ذریعہ رابطہ پیدا کیجئے۔ کار اور ٹرک پٹرول سے چلنے والے ہوں یا ڈیزل سے ہمارے ہاں ہر قسم کے پُرزہ جات دستیاب ہوسکتے ہیں۔

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ نمبر ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ { "AUTOCENTRE" } فون نمبرز { 23 — 1652 / 23 — 5222 }

سپیشل گم بوٹ

جن کے آپ عرصہ سے متلاشی ہیں!!

مختلف اقسام دفاع، پولیس۔ ریلوے۔ فائر سروسز۔ ہیوی انجنیئرنگ۔ کیمیکل انڈسٹریز۔ مائنز۔ ڈیریز۔ ویلڈنگ شاپس اور عام ضرورت کے لئے دستیاب ہوسکتی ہیں!

گلوب ربڑ انڈسٹریز

آفس و فیکٹری: ۱۰۔ پربھو رام سرکار لین کلکتہ نمبر ۱۵ — فون نمبر 24 - 3272

تار کا پتہ: "گلوب ایکسپورٹ"

شو روم: ۱/۳۱ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ نمبر ۱ — فون نمبر 34 - 0401

"بدر"

آپ کی قومی آواز ہے۔ اس آواز کو زیادہ سے زیادہ پھیلانا ہر صاحبِ استطاعت احمدی کا فرض ہے۔

(مینیجر بدر)